بالِ عزازیل

علّامہ شفقت فاضلی

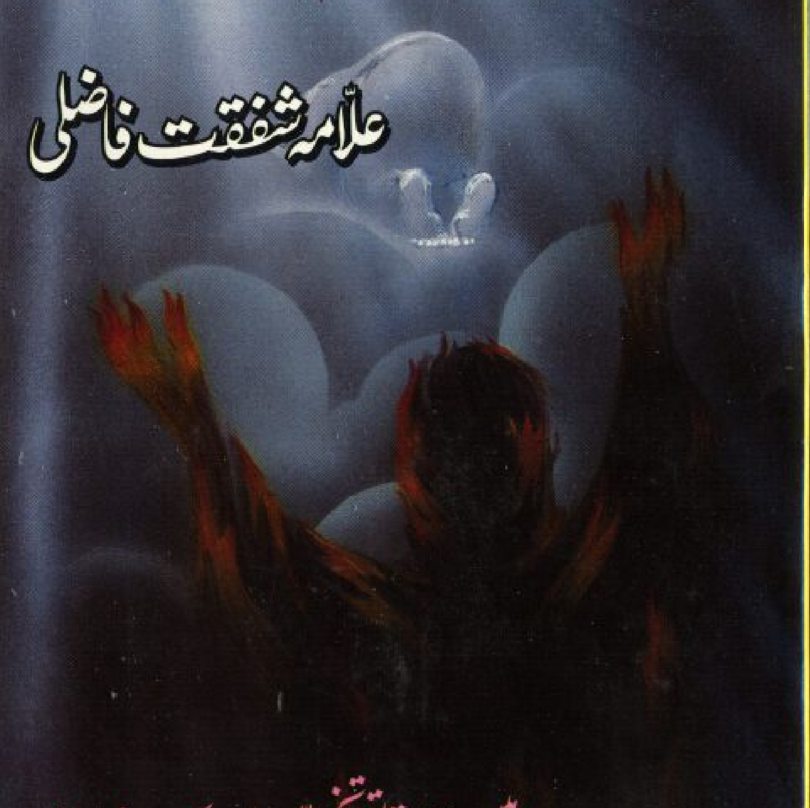

میں نہ ہوتا تو تخیّل نہ سنورتا تیرا
سجدۂ آدم سے نہ تھا کچھ بھی بگڑتا میرا

بالِ عزازیل
علامہ شفقت فاضلی

تُو جتنا سمٹے گا کون و مکاں سے
کھُلیں گے اُسقدر اَسرارِ حیدرؑ
نہیں موقوف یہ نانِ جویں پر
خُدا کا عشق تھی تلوارِ حیدرؑ

حُسنِ جنّت سے کہیں بہتر کہیں اچھا ہے تُو
خوشا اے ذوقِ تمنّا کس جگہ پہنچا ہے تُو
کربلا میں ابنِ حیدرؑ جھُوم کر کہنے لگے
سَر کے بدلے دیدِ تیری کسقدر سستا ہے تُو

INTERNATIONAL STANDARD BOOK NUMBERING AGENCY
GOVERNMENT OF PAKISTAN, DEPARTMENT OF LIBRARIES

NATIONAL LIBRARY OF PAKISTAN, CONSTITUTION AVENUE, ISLAMABAD—PAKISTAN
PHONES : 9206436, 9206440, 9202544, 9202549 FAX : 221375

فارم نمبر ۱

ناشر کا نام اور مکمل پتہ: منظور حسین شفقت فاضلی (مرحوم و مغفور)۔ بانی اسلامی تصوف دانش گاہِ عالیہ، المعروف تصوف کی دُنیا۔ محبت کی دُنیا، مسجد الودود، فاضلی روڈ، گلشن الٰہ دین، عقب کینال کنٹری کلب، رحیم یار خان

کوڈ نمبر:- ISBN 969—

سابقہ شائع شدہ کتب کے لئے معلوماتی فارم

(براہ کرم ہر کتاب کے ہر ایڈیشن کے لئے علیحدہ فارم استعمال کریں)

۱- کتاب کا مکمل عنوان (ٹائٹل): بالِ عزازیل

۲- کتاب کے اصل مصنف کا (یا مصنفین کے) مکمل نام: ڈاکٹر منظور شفقت فاضلی (مرحوم و مغفور)

۳- کتاب کے مترجم/مرتب/ایڈیٹر کا مکمل نام: ڈاکٹر منظور شفقت فاضلی (مرحوم و مغفور)

۴- سن اشاعت: 1993ء

۵- ایڈیشن: دوسرا ایڈیشن

۶- سائز (حجم): 7.6 انچ x 6.3 انچ x 0.3 انچ

۷- صفحات: 168 صفحات

۸- تصاویر، نقشہ جات وغیرہ کی تفصیل: دو تصاویر (کتاب کے شروع میں مصنف اور تعارف نگار کی تصویر)۔ کوئی نقشہ نہیں ہے۔

۹- قیمت (اندرون ملک): 105 روپے قیمت (بیرون ملک) 105 روپے

۱۰- جلد بندی (مجلد/پیپر بیک): پیپر بیک جلد سادہ براؤن ٹائٹل

۱۱- کتنی تعداد میں چھاپی گئی: 1000 تعداد

۱۲- کس زبان میں لکھی گئی: اُردو

۱۳- کیا سٹاک میں موجود ہے: جی ہاں موجود ہے

نوٹ: ایڈیشن سے مراد ایسی اشاعت ہے جس میں کتاب کے مواد یا طرز طباعت میں کوئی تبدیلی کی گئی ہو۔
معلومات نامکمل ہونے کی صورت میں نمبر تفویض نہیں کیا جائے گا۔

تفویض شدہ آئی ایس بی این

ISBN —978-969-23523-7-6

دستخط: ______

نام عہدہ و مہر: ______

تاریخ: ______

بالِ عزازیل

علامہ شفقت فاضلی

ناشر
مکتبہ تصوف کی دنیا
بغداد کالونی محلہ فاضلیہ رحیم یار خاں

حکومت پاکستان وزارت تعلیم کا تفویض کردہ
آئی ایس بی این 8071-44-x

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب .... بال عزازیل

مصنف .... علامہ منظور شفقت فاضلی

تاریخ اشاعت .... بار سوئم 2001

تعداد 500

قیمت .... /-

ٹائٹل .... ایس۔ ایم فاروق

مطبع .... عظیم علیم پرنٹرز لاہور

زیر اہتمام .... حاجی محمد افضل غفاری کنوینر
تصوف کی دنیا (تنظیم الغفاری پاکستان)
رحیم یار خان

ملنے کے پتے

مکتبہ تصوف کی دنیا
بغداد کالونی محلہ فاضلیہ رحیم یار خان

قاری محمود الحسن توحیدی
بانا پور کوٹھی شاپ جلو موڑ لاہور

دائم اقبال اکیڈمی (رجسٹرڈ)
واسو منڈی بہاؤ الدین گجرات

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	صاحب بال عزازیل	(i)
2	اسرار خودی کا رازداں	(iv)
3	انتساب	1
4	حصہ اول (1964ء تا 1980ء)	3
5	حصہ دوم (1980ء تا 1999ء)	105
6	اشعار	107
7	نظمیں و کلام	113
8	عشق و محبت	133
9	عصر حاضر	151
10	متفرق اول	161
11	ماں	181
12	عورت و حق مہر	187

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
205	مرد	13
211	متفرق دوم	14
233	فقر	15
239	تصوف کی دنیا	16
255	حرف آخر	17
273	ضرورت	18
277	فلسفہ وحدت الشہود	19
281	تقریظ	20

صاحبِ بالِ عزازیل

(بشکریہ پندرہ روزہ "مناوی" اسلام آباد)

تکوین کون و مکان کیوں؟...

تخلیق انسان اور کاروبار حیات کا یہ سلسلہ دراز کس لئے؟؟

ان سوالوں نے تاریخ انسانی کے ہر دور کے اہل نظر اور اہل دل حضرات کو تجسس و جستجو کی ان دیکھی وادی میں سرگرداں رہنے پر مجبور کیا ہے۔ کون بے مراد رہا؟ کون بامراد ٹھہرا؟ ______ وقت کی پیشانی پر سب کے نام ثبت ہیں لیکن وہ ان کا دور، ان کا وقت اور ان کا زمانہ تھا۔

اس دشت کے آج کے مسافر کا دامن اس صحرا کے نشیب و فراز سے بخیر جاں گذرنے کے لئے کسی زاد راہ سے تہی اور محروم ہے۔

بال عزازیل کے مطالعہ سے مجھ پہ منکشف ہوا کہ راہ سلوک کے ان مسافران بے نوا کے لئے اس سے زیادہ بہتر زاد راہ کوئی نہیں۔ "بال عزازیل" عرفان ذات کے مبتدیوں کے لئے اول کتاب اور اہل عشق کے دل کے ٹیکسٹ بک بورڈ کا مستند نصاب ہے۔

"بال عزازیل" کے دو سو سے زائد صفحات اندر کی تشنگی کے لئے سیرابی کا وہ سرچشمہ ہے جو صفحہ صفحہ، لمحہ لمحہ، بوند بوند روح کے برگ و بار کو نئی تازگی عطا کرتا ہے۔

"بال عزازیل" کا موضوع ایک ایسی نازک حقیقت ہے "جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا اور دیدہ وروں سے کھل نہ سکا" کے مصداق تھا لیکن "بال عزازیل" کے مطالعہ کے بعد یہ سربستہ راز، راز محسوس نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں یہ تفہیم ذات اور عرفان ذات رب جلیل میں سرگرداں اہل نظر پر احسان عظیم اور عامیوں پر احسان ہے۔

"بال عزازیل" کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ عزازیل کے موضوع کے علاوہ کئی اور موضوعات کو اختصار اور جامعیت کے اس قدر خوبصورت امتزاج کے لبادے میں پیش کیا گیا ہے کہ وہ کتب کی کئی جلدوں پر بھاری ہیں۔ ایسے موضوعات میں حصہ دوم کے "گہرائی" اور "میں اور اللہ تعالیٰ" اور "جواب رب کریم" اپنی مثال آپ ہیں۔ اسی طرح کتاب میں اور جن بے شمار موضوعات کو سمویا گیا ہے وہ شعری رویوں میں جدید رجحانات کی مکمل تصویر ہیں۔ میرے خیال میں "بال عزازیل" کی اس خصوصیت نے اسے عہد حاضر کے شعری ادب میں ایک لازم ورثے کی حیثیت سے شامل رکھے جانے کے لئے ناگزیر بنادیا ہے۔

"بال عزازیل" کا اسلوب نگارش ایک اور پہلو ہے جس سے صرف نظر ممکن ہی نہیں۔ شعری محاسن کے ساتھ جدید تکنیک کا غیر شعوری استعمال جو کلام کی آمد اور اپنے اندر ایک رچاؤ، کشش اور ہمہ گیریت کا حامل ہے، ادب عالیہ کا آئینہ دار ہے۔

شخصی مرعوبیت انسانی جبلت کا عنصر لازم ہے۔ کلام اقبال کے فنی محاسن کے تناظر میں اس جبلت کے باعث کسی دوسرے کلام کو اس کلام کے مقابل نہ لانے کے پس پردہ شاید یہی عنصر کارفرما ہے۔ "بال عزازیل" کے اسلوب نگارش میں وہ قوت ہے کہ اگر کچھ دیر کے لئے اس کی پیشانی سے شفقت فاضلی صاحب کا نام اوجھل کر لیا جائے تو ماہر اقبالیات کے لئے بھی یہ تمیز کرنا مشکل ہو گا کہ کلام ڈاکٹر علامہ شفقت فاضلی کا ہے یا ڈاکٹر علامہ اقبال کا۔

ابو ذریون کیفی ایم ۔اے

شعبہ خبر ریڈیو پاکستان۔ اسلام آباد

اسرار خودی کا راز داں

بال عزازیل میرے سامنے ہے۔ بال عزازیل اپنے اوراق کے پردوں میں کیا کیا چھپائے ہوئے ہے' یہ خیال عجیب تصور اور تصوراتی محلوں میں عجیب ہلچل پیدا کر دیتا ہے۔ نکتہ آغاز سے لے کر انتہاء تک سطر پہ سطر' اوراق پہ اوراق پڑھتا گیا۔ ہر ہر لفظ ہزاروں حقائق کے موتی دامن میں چھپائے سطح ورق پر موجود ہے اور مصنف کی عظیم شخصیت اور عظیم علوم' دانش ورانہ اور پاکیزہ خیالات کے مالک ہونے کی عکاسی کرتا ہے۔ ہر ہر لفظ مصنف کے واقف اسرار و رموز خودی و بے خودی اور مناظر الست اور انا الحق کے محشر بداماں مفسر ہونے کی نشاندہی کرتا نظر آتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ مصنف کا ہر شعر موزوں ہے اور سوز دروں کی غمازی کرتا ہے۔ ہر ہر شعر مصنف کی پاک دامنی اور پاک طینتی کی تفسیر کرتا معلوم ہوتا ہے۔

اس کتاب میں جن مضامین کو سمویا گیا ہے وہ بعید از حقیقت نہیں بلکہ عین حقیقت ہیں۔ مصنف کا مطمح نظر توحید حقانی کی حقیقت سے قاری کو آگاہ کرنا ہے۔ کتاب پڑھ کر لگتا ہے کہ مصنف اعلیٰ ترین حسن ذوق اور علوم دینی سے گہرے تعلق کا مالک' حسن فطرت کو باریک بینی سے پرکھنے والا' گردش دوراں کو بصیرت کی نظر سے دیکھنے والا' توحید الٰہی کے حقائق سے آگاہ اور عشق مصطفیٰ کا مظہر ہے۔ یہ کتاب

قاری کو روز ازل کے حقائق' دنیا کی فنائیت' اہل حق کی حقانیت' شمع حق کے پروانوں کی فدائیت سے آشنا کرنے کے لئے ایک عظیم مشعل راہ ہے۔

ان مضامین کے علاوہ مصنف نے اس کتاب میں ایسے ایسے بے مثال موتی جڑے ہیں جو کہ اکثر قارئین کے وہم و گمان سے بھی بالا تر ہیں۔ اس کتاب کا ہر ہر لفظ اس بات کی شہادت ہے کہ مصنف پر کسی مرد کامل کی خاص نظر کرم ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ مرد کامل کی نظر کرم کے سوا اس دنیوی زندگی میں بے شمار ظاہری و باطنی مسائل کی جنگ جیتنا نہایت ہی محال ہے۔ جبکہ یہ کتاب گواہی دے رہی ہے کہ مصنف ہر محاذ پر' چاہے عزازیل کے وساوس ہوں یا اس کی معنوی اولاد کے زہریلے تیر' یا پھر معاشی زندگی میں رشوت' حرام خوری اور دیگر معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد' اپنے ہر اٹھنے والے قدم سے اپنی کامیابی و کامرانی کی شہادت مہیا کرتا ہے۔

مصنف "بال عزازیل" میں اگر دیکھو تو وصف موحد بھی ہے' گلے میں طوق غلامی سرکار بطحا بھی مزین ہے' کوچہ ہائے جاناں محبوب حقیقی کا شیدائی بھی ہے اور ریاکاری سے پاک درویش منش معرفت کی وادیوں کا عظیم مسافر بھی۔ لیلیٰ ازل کی ہر ادا پر مٹنے والا درویش مست الست۔ اللہ تعالیٰ ان کا ہر حال میں حافظ و ناصر ہو۔ امین

محمد شریف مدحت نوری

ایڈیٹر ماہنامہ "الصمد" مرید کے۔ لاہور۔

اِنتساب

اہلِ دل' اہلِ نظر کے واسطے
لایا ہوں پیکاں جگر کے واسطے
جس کو اپنے آپ کی ہے جستجو
زادِ راہ ہے اس سفر کے واسطے

جو خدا ' جبریل سے ہے آشنا
اس خلیفہ ' ذی قدر کے واسطے
جس کی ہے ابلیس پر کامل گرفت
اس جواں صاحب ہنر کے واسطے

تحت الثریٰ سے عرش تک جس کی نظر
اس شہنشاہی فقر کے واسطے

جو خدا کے عشق میں سرتاپا مست
ایسے شفقت باخبر کے واسطے

بال عزازیل

حصہ اول

۱۹۶۴ء تا ۱۹۸۰ء

تفہیم

جبریل بھی ہشیار ہو ابلیس بھی ہشیار
پھر کیوں نہ ترے زہد میں ہو مستی و اسرار

انتہائے نگارش

اگر ہو نورِ محمدؐ کی دل میں لَو پیدا
لقاء حق ہو نگاہوں میں چار سُو پیدا

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

عزازیل خدا سے

ہوا ہوں خوار کہ دنیا میں تیرا نام چلے
خدا یہ کہہ دیں تجھے اور تیرا کام چلے

میں نہ ہوتا تو تخیّل نہ سنورتا تیرا
سجدۂ آدم سے نہ تھا کچھ بھی بگڑتا میرا

متاعِ حسن و عشق و سوز کی محفل مقفل تھی
نہ کوئی چاہنے والا تھا نہ کوئی راہ و منزل تھی

بہاریں دم بخود تھیں دور اک جنت کی بستی میں
تفرق تھا کہاں لالہ و گل کی مرگ و ہستی میں

پسِ چلمن قیامت مضطرب تھی حسن فطرت کی
انا الحق کی صدائیں ڈھونڈتی تھیں راہ شریعت کی

خُمارِ چشم نرگس پر سکوتِ مرگ طاری تھا
نہ ساقی، ساغر و مینا نہ رنگِ بادہ خواری تھا

مسودہ نا مکمل تھا کتابِ رنگ و ہستی کا
لبادہ چاک ہوتا کس طرح احساس و مستی کا

○

خدا عزازیل سے

کہا خدا نے کہ تو جس پہ آشکار ہوا
وہ مردِ حق ہی طریقت کا شہسوار ہوا

جو آشنا نہ ہوا تجھ سے آشنا کیا ہے
جو بے خبر ہو فقیری سے بادشاہ کیا ہے

یہ مانا چشمِ غرض بیں میں دل نواز ہے تو
فضائے حرص و تمنا کا شہباز ہے تو

تُو جو کفر کو لے کر نہ سوئے بام چلے
جہاں میں حق و عبادت کا نہ کچھ کام چلے

☆☆☆☆☆☆☆

عزازیل خدا سے

عدو کے معنی و اسرار سے دل آشنا کر دے
گلوں کو خار سینہ سوز پہ مائل وفا کر دے

خودی کی تیغ دے اور فاتح ارض و سما کر دے
خدایا ناتواں خاکی میں کچھ جرات سوا کر دے

ارادہ سو رہا ہے تیرے بندوں میں ابھرنے کا
کہ اب تک راز پوشیدہ ہے شاید حق پہ مرنے کا

فسان غیر پہ جب تک نہ تیغ بے نیام آئے!
دمِ دیدار حق کی آفریں سے تشنہ کام آئے

خدا عزازیل سے

عدو اک راستہ ہے دید حق آزاد کرنے کا
جہان بے سر و سامان کو آباد کرنے کا

نظر کے سامنے سینہ سپر نہ آسماں ہوتا
نگاہوں میں نہ پیدا شوق دید لامکاں ہوتا

طلاطم ان جواہر کے دلوں کا سوز و مستی ہے
یہی ہستی ہے جو شاہوں کے سر کا تاج بنتی ہے

نہ رخ گر پھیرتی باد مخالف بادبانوں کا
سراغ زندگی ملتا نہ گم گشتہ جہانوں کا

عدو مطرب ہے میرے کنعت "کنزا" کے فسانے کا
کہ جس نے خون دل سے رنگ بدلا ہے زمانے کا

عزازیل باخدا

بہت ڈھونڈا بہت چاہا زمین و آسمانوں میں
نہ پایا میں نے زندہ دل کوئی ان نوجوانوں میں

کہ جس سے دو گھڑی میں عشق پر پھر گفتگو کر لوں
متاع دولت اسرار سے پھر جھولیاں بھر لوں

محبت دے کے پھر ان میں تو سوز و نور پیدا کر
تجسّس موسوی دے کر نیا اک طور پیدا کر

صراطِ سنت و توحید پر کر گامزن اِن کو
طریق کار مرداں میں عطا کر بانکپن اِن کو

ارشاد باری تعالی

محبت ذات حق ہے مصطفیٰ ہے جوش ارنی ہے
محبت مرتضیٰ ہے کربلا ہے سوز قرنی ہے

محبت آتش نمرود ہے گلزار ہستی ہے
محبت لامکاں کی سیر ہے اور ساز مستی ہے

محبت تو غذا ہے ان جری حیدر جوانوں کی
زمیں پہ رہ کہ جو رکھتے ہیں وسعت آسمانوں کی

جو صدہا لالہ و گل تڑپیں تو ہوتا ہے جگر پیدا
اور لاکھوں درد دل سمٹیں تو ہوتی ہے نظر پیدا

ہزاروں سال آنکھیں ڈھونڈتی ہیں دل مچلتے ہیں
تو ہوتا ہے کہیں اک صاحب شق القمرؐ پیدا

صفی مردان حق جو حیدر کرار ہوتے ہیں
نظر میں حشر اور گفتار میں تلوار ہوتے ہیں

اِنہیں کے دم قدم سے عرش کرسی و قلم محکم
اِنہیں کے واسطے اسرار اور دیدار ہوتے ہیں

جبریل سے سوال

خلوت میں کہیں پوچھا یہ جبریل امیں سے
بازار خداوند میں ہے کیا جنس عزازیل

دل والوں کا رہبر ہے یا دین والوں کا رہزن
یا کنت کنزاً کے ہے اِظہار کی تاویل

جواب جبریل

آ تجھ سے کروں ذکر میں خودارِ کہُن کا
بیناؤں کا قرآن انھا عقل کی انجیل

عرفانہ تکلم میں کہا روح الامیں نے
دن رات اصل ایک مگر شکل ہے تبدیل

ہندو ہو کہ مسلم، یہودی کہ نصاریٰ
صورت ہے جدا ایک تجسّس کی ہے تکمیل

کعبہ ہو صنم خانہ ہو مسجد ہو یا مندر
بے مثل کے ملنے کی بھی بے مثل ہے تعمیل

اک میں ہوں کہ احکام خداوند کا ہوں پابند
اک وہ ہے کہ ہر کام میں ہے جرات تفصیل

جبریل تو واقف ہے فقط شر و بلا سے
جو ان سے گزر نکلا ہے وہ مرد عزازیل

عزازیل اور میں

اک دن یوں عزازیل ہوا مجھ سے ہم کلام
فرصت ملے تو سیر کا ہم کرلیں اہتمام

کہتے ہیں ترے دل میں ہے کچھ آتشِ فراق
جس نے جلا کے رکھ دیا ہر خارِ انتقام

میں بھی ہوں رکنِ مجلسِ اسرارِ مصطفیٰ[41]
جن کا حضورِ حق میں ہے صد عز و احتشام

ہوتا اگر نہ نورِ محمدؐ کا جلوہ گر
روز و شب جہاں کا نہ ہوتا یہ انتظام

حق بات ہے جو شعر میں کہتا ہے تو کبھی
ہر رنگ میں جلوہ گر ہے وہ محبوب پختہ کام

مجھ کو ملا ہے حکم یہ قادر کریم سے
ہرگام ہر خیال میں ہے تجھ کو اذن عام

ہے جن کو دعویٰ عشق و اطاعت کا دہر میں
ہو جائے دام حزن و الم ان پہ طشت بام

فاتح رہیں جو رنج و محن کے جہان میں
ان پہ میرا درود ہے ان پہ میرا سلام

عزازیل سے سوال

کیوں معترض ہیں تجھ پہ یہ اَربابِ فکر و فن ؟
خالق ہو یا کہ اس کا یہ دربارِ خاص و عام !

کہتے ہیں تو نے کر دیا بروقت اعتراض
جب تھا ازل میں سجدۂ آدم کا اہتمام ؟

جوابِ عزازیل

سن بات غور سے میری اے وقفِ رزمِ عشق
ہے زندگی کا بادِ مخالف ہی اصل نام

سب لذتیں سمیٹ کر قدرت نے عشق کی
رکھ دیں بس اک سینہ آدم میں سب تمام

میں بھی تھا شوخ محفلِ حسن و سرود میں
جن و ملک بھی ' حوریں بھی کرتے تھے اِحترام

سجدے میں جبکہ محو تھا ہر اک ملک کا دل
خلوت کا اس سے بڑھ کے نہ تھا کوئی انتظام

کی عرض میں نے خدمت رب جلیل میں
اس کے مجھے قریب کر پھر دیکھ میرا کام

ہنس کر کہا یوں مجھ سے یہ قادر کریم نے
مشکل ہے ایسے قربت محبوب کا انعام

تو شاہ جن و حور ہے یہ شاہ دو جہاں
تحت الثریٰ سے عرش تلک اس کا انتظام

رہنا ہے گر تجھے انہیں زلفوں کے سائے میں
پینا پڑے گا ناب مولا کا مست جام

تو بھی اب اسکے روبرو سجدے میں رکھ دے سر
تاکہ تجھے یہ جان لیں ہے اس کا تو غلام

سنتے ہی مجھ کو حق کی مشیت نے آلیا
ترے سوا ہے غیر کو سجدہ قطعی حرام

اور ساتھ ہی کہا کہ یہ مٹی کا ہے وجود
ناری ہوں میں ہے نار کا اس سے رفیع مقام

اس پر خداء حسن کی لعنت ہوئی نصیب
جاکر جو تجھ سے ہو سکے ہے آج اذن عام

لعنت بھی ایک لطف ہے دربار عشق میں
نعمت یہ اہل دل کی ہے بخشش نہیں یہ عام

لعنت

لعنت[1] کا طوق کہتے ہیں کس کو میرے حبیب
گر عشق ہے خدا کا تو تجھ کو بھی ہو نصیب

لعنت[2] جہان عشق کا زادِ صمیم ہے
اہل اس کا کوئی مجھ سا ہی مرد سلیم ہے

آراستہ تو ذوق کو اس سے خلیل کر
ہمت سے آشنا ہو نہ باتیں طویل کر

وہ بار جس سے لرزاں تھے دشت و جبل تمام
اس بار کو اٹھانا ہے بس ایک مرا کام

۱۔ عشق کی غذا لعنت اور عقل کی غذا شاباش (کشف المحجوب)
۲۔ حضرت شبلی فرمایا کرتے تھے کہ میں خلعت لعنتی جو ابلیس کو دی گئی ہے۔ لینا چاہتا ہوں اگرچہ لعنت ہے مگر ہے تو محبوب کی طرف سے۔

عاشق وہ جس کو اپنی وجاہت کا پاس ہے
سمجھو کہ اس کو حسن کا مرہم نہ راس ہے

لعنت ملی جسے وہی اس کے قریب ہے
ہر راندہ بارگاہ بڑا خوش نصیب ہے

جب عقل نورانی ہو جاتی ہے بیدار
تب نظر ستاروں سے گزر جاتی ہے اس پار

جبریل بھی ہشیار ہو ابلیس بھی ہشیار
پھر کیوں نہ تیرے زہد میں ہو مستی و اسرار

نہ خود سے خدا سے نہ نبی دیں سے شناسا
پھر کیا ہے تیرے پاس او نابینا و نادار

دیتی ہے مزا بات یہ ہشیار کے آگے
مطمئنہ قلب واقف اسرار کے آگے

ہو شوق نظارہ تو نظر حق سے طلب کر
پھر دیکھے گا رحمت کو گنہگار کے آگے

او دنیا و دیں جنت و عظمت کے طلب گار
یہ سارے جہاں سمٹے تھے اک پیار آگے

اے صباحِ دلنشیں آ پھر رُخِ میخانہ کر
پھر ہجومِ طالباں کو بے خود و مستانہ کر

پھر وفورِ عشق میں رقصِ درِ جانانہ کر
پھر دلوں کو حدت آفاق سے بیگانہ کر

جبریل کے انداز وہ ابلیس کے انداز وہ
تو ہے بے انداز کیوں کچھ تو ہنر نذرانہ کر

پھر شعورِ شوق سے محروم ہے دنیا کی آنکھ
پھر نظر کے روبرو حسنِ رُخِ جانانہ کر

تو خدا کی جستجو ہے تو خدا کی آبرو
کس طرف رخ کر گیا تیرا مذاقِ گفتگو

تو کتابِ آگہی کی معنی و تفسیر ہے
تو جہانِ رنگ و بو کی آخری تصویر ہے

اٹھ کہ اب دردیدہ دل کی وسعت گفتار دیکھ
معرکۂ رنگ و بو میں صورت کردار دیکھ

کتنی تند و تیز ہے تیغ خودی کی دھار دیکھ
کون تیرے ساتھ ہے یاں برسرپیکار دیکھ

تو حریفِ آبگینہ کی رمز گر پا گیا
پھر سمجھ لے راز حکمت ہاتھ تیرے آگیا

تو خلافت کے اصل اطوار سے ناآشنا
تو شہنشاہ زینت دربار سے ناآشنا

تو خودی کے معنی و افکار سے ناآشنا
تو حریم ناز کے اسرار سے ناآشنا

تو مسلماں سروری کردار سے ناآشنا
تو خداء پاک کی گفتار سے ناآشنا

○

(۱)

کچھ دن میں شفاء پائے گا تلوار کا مارا
تڑپے گا مگر حشر تلک پیار کا مارا

کہہ دو یہ نکیرین سے کچھ پوچھیں نہ مجھ سے
کوئی اور ہی دھن رکھتا ہے دیدار کا مارا

مت شور مچا تربتِ منصورؒ پہ محشر
مضطر ہے ابھی زیرِ کفن دار کا مارا

(۲)

کبھی لذت ہے ذوقِ جستجو میں
دھرا ہے اور کیا خاکی سبو میں

اگر حاصل نہ ہو دردِ محبت
تو کچھ بن پائے گا نہ اللہ ہو میں!

چمن میں ہے نہ سینہ لالہ و گل میں
ہے کشتہ ذوق قند میرے لہو میں

چلے غنچے سے زلف عنبریں تک
ہے برکت پھولو! شبنم کے وضو میں

نظر بے بس کو جو آزاد کر دو
تو بھر جائے گا سب کچھ اس کدو میں

اصل میں کافر و بے دیں ہے واعظ
گھرا ہے جو نقوش من و تو میں!

(۳)

عشق مصطفیٰ پہ تو دونوں جہاں نثار کر
حور و ملک نثار کر باغ جناں نثار کر

دنیاء درد و عشق کی روح الامیں کو کیا خبر
چاہو جہاں دیدار کر ایسا جہاں تیار کر

اِک ہی گناہ نے کر دیا تجھ کو آزاد اس قدر؟
تحت الثریٰ سے عرش تک چاہو جو اختیار کر

مدت کے بعد اب مجھے فکر جہاں ہوا نصیب
کہہ دو یہ لامکان سے اب میرا انتظار کر

پہلے کیوں اپنے راز سے مجھ کو کیا تھا باخبر
اب تو کسی کے روبرو مجھ کو نہ شرمسار کر

تیرے جہاں میں، میں تھا کیا عاجز و ناتواں مگر
دنیاء رنگ و بو میں تو آ کے مرا شمار کر

۴

آفلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
بیتابی سے تنگ آکر اٹھتا ہے نقاب آخر

نہ ساغر و مینا ہے نہ شیشہ و پیمانہ
کس طرح یہ پیتے ہیں مستانے شراب آخر

میخانۂ اُلفت کے دستور عجب دیکھے!
ملتا ہے عذاب اول ہوتا ہے حساب آخر

میں تجھ کو بتاتا ہوں مقسوم نظر کیا ہے
چند روز خوشی اوّل تا عمر عذاب آخر

تیر نگہ خوباں سے کوئی باغ نہیں خالی
چرتا ہے جگر اول کھلتا ہے گلاب آخر

اِس دور کے شعراء سے کچھ تنہا طبیعت ہے
لیتا ہوں سرور اول لکھتا ہوں کتاب آخر

(۵)

جو دل ہو درد سے خالی تو بندگی کیا ہے
غموں سے ہو جو ناواقف تو زندگی کیا ہے

قدم قدم پہ شرم اور بے رخی واللہ
بتاؤ اور محبت میں چاشنی کیا ہے

فقط نگاہ ہی سے کھلتا ہے معاملہ دل کا
نہ ہو نگاہ سے جو آگاہ تو روشنی کیا ہے

تو ہے رنجیدہ و محدود خدا ہے لا محدود
بتا کہ تجھ میں خدا میں پھر دوستی کیا ہے

لمحہ بھر کے لئے بھی جو ہو نہ درد نصیب
اس سے بڑھ کے بتا اور دشمنی کیا ہے

۶

اس وقت ہے تو اور ترا نفس اصل پاک
جب جنت و دوزخ کا تو کردے گا وہم چاک

پھر کیوں نہ نظر چاک کرے سینہ افلاک
جب ذوق سے پیدا ہو ترے عالم بیباک

آنکھوں میں لگا لے گا جو کربل کی ذرا خاک!
کل حشر بھی دیکھے گا تو کر لے گا جگر چاک

ہے آج بھی حاصل تجھے معراج الٰہی
لا کوئی تو جبریل سا ابلیس غضبناک

نمبر ۳، نمبر ۴ مذکورہ دونوں نظمیں علامہ اقبال کے طرحہ مصرعوں پر تضمین کی گئی ہیں۔
نمبر ۵ میں بھی حضرت علامہ اقبال صاحب کے قافیہ کی جھلک ہے

۷

محبوب کے معنی ہیں کہ سرتاپا حشر ہو
اللہ کا گماں ہوتا ہو گرچہ وہ بشر ہو

قدرت کی نزاکت میں بھی اِس قدر اثر ہو
انگلی کا اشارہ ہو تو دو ٹکڑے قمر ہو
اللہ رے گھریں چہرہ پہ زلفیں جو مچل کر
میخانہ میں ہر طرف بپا شور حشر ہو

اُن سُرمہ رسامست نظر تیروں کے آگے
کوئی دل کو لیے بیٹھا ہو کوئی تھامے جگر ہو

۸

اِس عالم خاکی میں ہے اک نور پوشیدہ
لے جاتا ہے مجھ کو جو کہیں دور پوشیدہ

اللہ بھی وہاں عرش بھی جبرئیلِ امیں بھی
اور یارِ سے گفتار کا دستور پوشیدہ

ہر لحظہ جنم لیتے ہیں واں رومی و جامی
ہر آن قتل ہوتے ہیں منصور پوشیدہ

ساغر بھی نرالا ہے مئے پیر مغاں بھی
ملتے ہی نظر ہوگیا دل نور پوشیدہ

اس مکتب آزاد کے دیکھے جو فکر ڈھنگ
ہر عاصی خطاکار ہے مسرور پوشیدہ

۹

جس طرح ترے سینے میں جبرّیل امیں ہے
اِس طرح یہاں شوخی ابلیس مکیں ہے

ابلیس اگر تجھ کو یہاں کام نہ دیتا
دنیا میں کہیں رہنے کا تو نام نہ لیتا

خالق سے میسر تجھے انصاف اگر ہے
ہر طرف یہ پھیلا ہوا ابلیس نگر ہے

پیدا جو زمانے میں اگر رات نہ ہوتی
اس قدر رفیع دن کی یہ برات نہ ہوتی

اس جگہ محمدؐ بھی ہے جبریل امیں بھی
ابلیس کے فتنے بھی یہیں خلد بریں بھی

لیکن تیری آنکھوں میں کہیں نور نہیں ہے
سولی تو ہے پر فتنہ منصور نہیں ہے

یہ قیصر و کسریٰ یہ حسیں محل منارے
یہ چاند یہ سورج یہ کواکب یہ ستارے

یہ زُلفِ مسلسل یہ حسن رات یہ شوخی
ابلیس نہ ہوتا تو کوئی بات نہ ہوتی

نہ شان شریعت نہ طریقت نہ حقیقت
نہ سوز عبادت نہ تہجد نہ جمعیت

نہ ہوتی یہ رونق نہ یہ بازار دکانیں!
نہ کعبہ و محراب نہ منبر نہ اذانیں

پھر وعظ کہیں ملا بھی جاتا نہ سنانے
اور خوبیٔ حورین کے ہوتے نہ فسانے

۱۰

کربل میں ہوئے ختم سبھی باب جفا کے
کیا اور کریں تازہ ساماں اپنی وفا کے

کیا اس سے بڑی اور بھی آئے گی قیامت
نیزوں پہ جو کل آئیں گے سر اہل وفا کے

کیا اس سے کریں اپنے بیگانے کی شکایت
اپنوں سے بھی ایسے ہوں جو انداز خدا کے

ملتے ہی نظر ہوگیا دل چاک جگر چاک
مدت سے یہی دونوں تھے دیوانے نگاہ کے

بے منزل و بے کیف تھی غفور کی رحمت
ہوتے جو نہ ہستی میں یہ اقرار گناہ کے

جنت یہ جہاں برزخ پھر دوزخ و جنت
ہیں کتنے مکاں اللہ رے اک جرم و خطا کے

۱۱

جو دیکھی اِس طرف شوخی گناہ کی
تو مچلی اُس طرف رحمت خدا کی

ہے اس کی مغفرت مرہون منت
مری نازک طبع جرم و خطا کی

تھا میں نے اس لئے جنت کو چھوڑا
کہ تھی بے کیف یہ بستی خدا کی

کیا عصیاں نے اک عالم مزین
ملی جنت سے تربیت گناہ کی

۱۲

ابھی حاصل ہو معراج الٰہی
عطا ہو گر تجھے یاں پارسائی

جہاں دیتا ہے یہ تری گواہی
تجھے لے ڈوبی ہے نا آشنائی

ہے ذوق جستجو کیوں قید و بند میں
کہاں سوتی ہے تیری کبریائی

کہیں سے ڈھونڈ لا ابلیس زاہد
ہو ذوق ذکر کو حاصل رعنائی

الٰہی آج پھر کیوں انجمن میں!
مقفل ہے خودی کی بادشاہی

○

میرے تسلیم عصیاں سے ہے بخشش کی بنا ڈالی
حو اِس جنت سے نکلا تھا تو یہ جنت بسا ڈالی

تڑپ میں ہو اثر ایسا نظر ایسی ہو دل ایسا
اِدھر صحرا سے قیس اٹھے اُدھر لیلیٰ دکھا ڈالی

خوشی سے بھیج دے دوزخ میں ان آزاد بندوں کو
تری دنیا کے یہ مالی لگا دیں گے وہاں ڈالی

(۱۴)

ملنے کا شوق ہے مگر اپنا قدر کہاں
سجدے کہاں وہ آستاں وہ راہ گزر کہاں

محفل میں مری مجھ سے کیفیت نہ پوچھیے
بے ہوش کو علم کہاں اپنی خبر کہاں

ہے آرزو کہ آہ سے عالم کو پھونک دوں
لیکن وہ شعلہ عشق اور درد جگر کہاں

کہتے ہیں بے نقاب وہ آئیں گے سر حشر
اِس حشر سے چھپے گا خدا کا حشر کہاں

دوزخ کی خشمگیں پہ کہوں گا لا اے خدا
مدت سے بند رکھی ہے مری چشم تر کہاں

جاں میں کبھی جگر میں کبھی دل میں سینچ کر
رکھوں سجا سجا کے میں تیرِ نظر کہاں

شفقت اس حسین پہ کر بیٹھے دعوی عشق
جس سے نہ پوچھ پائے کہ ہے ترا گھر کہاں

۱۴

ہوا جاتا ہے کیوں بار گراں ان پر بیاں میرا
کیا لے گا اس طرح سے بھی صنم اب امتحاں میرا

کیوں میری ہر قدم پر حسرتیں پامال ہوتی ہیں
لٹے گا اس طرح ہر گام پر کیا کارواں میرا ؟

انہیں اس وقت میری کس طرح پھر یاد آئے گی
مٹے گا ساتھ میرے جس گھڑی نام و نشاں میرا

تری جو بجلیاں آکر نشیمن پھونک دیتی ہیں
انہیں اب ڈھونڈنے کو چل دیا ہے آشیاں میرا

کہا حق نے محمدؐ کی اطاعت ہے اگر تجھ میں
تو سمجھو میں ہوں تیرا اور تو ہے رازداں میرا

دمِ آخر جو شفقت آگئیں چند ہچکیاں مجھ کو
میں سمجھا راستہ اب دے رہا ہے لامکاں میرا

(۱۵)

سرِ محشر مرا جب آپ سے شکوہ گلہ ہوگا
تڑپنے والا یہ دل بھی ہتھیلی پر دھرا ہوگا

مرے ہمراہ ارمانوں کا ایسا قافلہ ہوگا
کہ جن کے نالوں کو سن کر حشر بھی تڑپتا ہوگا

سنبھل اے دل سنبھل اب ایسی گھڑیاں آنیوالی ہیں
ادھر عاشق کھڑے ہوں گے ادھر پردہ اٹھا ہوگا

ملے جنت بسوئے کعبہ سجدہ کرنے والوں کو
اسے کیا دو گے جو ساقی کے قدموں پر جھکا ہوگا

بڑی مدت یوں تڑپا کر خضر نے پھر ہدایت کی
جو نظروں سے رہے اوجھل وہ پہلو میں چھپا ہوگا

ذرا ان کو مرے قلب و جگر میں تو سمانے دو
پھر تم دیکھنا کعبہ میری جانب جھکا ہو گا

ذرا چلمن کے ہلتے ہی ہوئی مدہوش سب محفل
ہمیں تو قسم ہے شفقت کہ جو ان کو تکا ہو گا

۱۶

بندے کو ترے درد کا جب ذرہ عطا ہوتا ہے
پھر سانس بھی آتا ہے تو اک حشر بپا ہوتا ہے

سو کعبہ خدا شاہد اُس سر میں فنا ہوتا ہے
وہ سر جو در یار کی چوکھٹ پہ جھکا ہوتا ہے

کیوں چار سو مجنوں کو لیلیٰ ہی نظر آتی ہے
آنکھوں میں تری زلف کا کچھ رنگ چڑھا ہوتا ہے

رنگ تکتے ہی شورش کا چل دیتا ہے محشر
محفل میں تری درد کا جب ذکر چھڑا ہوتا ہے

بیتابی کے عالم میں طیبہ کو چلیں شفقت
کہتے ہیں کہ روضہ سے حضرت کا لقا ہوتا ہے

(۱۷)

تلوار اٹھی ہے یا اٹھی ان کی نظر ہے
لرزا ہے دل و جان پہ یہ کیسا اثر ہے

پھر آج قتل گاہ میں کیوں شور حشر ہے
فتنہ ہے کہ یا تیرے یہ آنے کی خبر ہے

مت پھینک خدارا یہ گل و لالہ مسل کر
پھوٹا ہوا سینے سے مرا خون جگر ہے

دل چاک جگر چاک بدن چاک کفن چاک
صد شکر کہ اس شوخ کی کچھ ہم پہ نظر ہے

اک بار وہ بھولے سے جو چلمن کو اٹھا دیں
شفقت بھی یہ کہہ دے کہ مری آہ میں اثر ہے

۱۸

ہر ذرۂ عالم میں تنویر تِری دیکھی!!
تن من میں رگ و جاں میں تاثیر تِری دیکھی

آکاش کو بادل نے چوطرف سے گھیرا جوں
ایسے ہی گرد اپنے زنجیر تِری دیکھی

قدموں کو عرش چومے جبریل کھڑا جھومے
اُس رات خدا کے گھر توقیر تِری دیکھی

کعبہ نے مجھے اپنا مسجود بنایا ہے
دل میں جو مِرے آقاؐ تصویر تری دیکھی

کل حشر میں کردیں گے ہم اور حشر برپا
بے پردہ جو آنے میں تاخیر تری دیکھی

کیا غضب ہے خالق سے تعلق ہے رقیبوں سا
اے عشق عجب ہم نے تاثیر تیری دیکھی

مۓ نوشوں نے محفل میں دل تھام لئے شفقتؔ
ساقی نے جو پڑھ کر یہ تحریر تری دیکھی

(۱۹)

گناہوں سے گھبرا کے سجدے میں آنا شکایت ہے طرزِ محبت نہیں ہے
تقاضا حشر میں جزا اور سزا کا بخل ہے یہ شانِ شفاعت نہیں ہے

کہیں لن ترانی کہیں اُدنو منی عجب حال ہے یاں تیرے عاشقوں کا
پردوں کے پیچھے جو ہو ہم کلامی اور اس سے بڑھ کر قیامت نہیں ہے

کہا حق نے محبوب سینے سے لگ جا رسم توڑ ڈالیں ہم اس میکدہ کی
ترے روبرو یوں نگاہیں جھکا کر مستوں کے پینے کی عادت نہیں ہے

گواہ ہے جہاں کا یہ ہر ذرہ ذرہ کرب و بلا اور عرشِ معلیٰ
پڑھی جو نماز یاں ابنِ علیؑ نے کسی اور میں اتنی جرات نہیں ہے

تعجب ہے مجنوں سے بن جائے لیلیٰ عجب معاملہ ہے تصور کا تیرے
یہ وہ درسگاہ ہے کہ جس جا سے پڑھ کر گھر لوٹنے کی اجازت نہیں ہے

(۳۰)

ان مست نگاہوں پہ ہیں سب مستیاں قرباں
اور شوخ جوانی سے قیامت بھی پشیماں

کل چہرہ سے محبوب نے پردہ جو اٹھایا
تکتے ہی حشر رہ گیا انگشت بدنداں

عصیاں سے لدا دیکھا تو پھر ان کے کرم نے
دامن کو پھیلاتے ہی کہا ہو نہ پریشاں

شفقت کے دل و جاں پہ ہو اس طرح مسلط
حیراں ہوا جاتا ہوں تم دل ہو یا تم جاں

(۳۱)

افشا یہ ہوا راز کہ دل عرش بریں ہے
رہتا ہے خدا جس جگہ یہ وہ ہی زمیں ہے

اب ان کے چوراہے میں یوں گم اپنی جبیں ہے
نہ اس کا نشاں ہے نہ نشاں اپنا کہیں ہے

بخشا ہے مجھے ایسا جہاں عشق نے تیرے
ہستی ہے نہ مستی ہے مکاں ہے نہ مکیں ہے

یا یہ تھا کہ تھی جلوؤں کی ہر وقت تمنا
یا جلوے ہی جلوے ہیں کہ فرصت ہی نہیں ہے

تربت جو مری دیکھی تو وہ بولے یوں شفقت
جھک جاؤ کہ آب عرش الہ زیر زمیں ہے

(۲۲)

پھر آج نگاہوں کو ذرا ہنس کے اٹھا دو
میخانہ کی خاموشی میں پھر دھوم مچا دو

دیکھو تو بھی لاکھوں ہیں یاں ہونے کو قرباں
اللہ ہو کی شمشیر سے سر ان کے اڑا دو

پھر شبلی و منصور کا آیا ہے زمانہ
پھولوں سے جگر چیر دو سولی پہ چڑھا دو

مجنوں کے تجسس میں ہے اب لیلیٰ ٔ صحرا
محمل میں کہیں ڈھونڈ کے مجنوں کو بٹھا دو

سنتے چلے آتے ہیں ہم شوخیٔ محشر
چلمن کے قریب آ کے نشہ اس کا اڑا دو

شفقت ہے انا الحق کی صداؤں پہ آمادہ
ہونٹوں پہ خموشی کے لئے ہاتھ ٹکا دو

نکل جا زندگی کے پیچ و خم سے
یہاں مرنے وہاں جینے کے غم سے

وہ مستی بے خودی اور وہ نشہ کیا
ہو جس کا سلسلہ بس بادہ و جم سے

میسر ہے جسے کوئے محمدؐ !!
غرض اس کو نہیں باغ ارم سے

مقصود کائنات ہے الفتِ رسولؐ کی
گلشن کی محفلوں میں ہے نکہت رسولؐ کی

کہتے ہیں روزِ حشر ہم دوزخ میں جائیں گے
منظر یہ سہہ سکے گی کیا رحمت رسولؐ کی

جب تک وہ بخشے گا نہ ساری کائنات کو
رہتی نہیں سلامت عزت رسولؐ کی

خالق کی طرف تیرا یوں سرتاپا دھیاں ہو
قطرے پہ نظر ڈالیں تو دریا کا گماں ہو

سیرت میں تری صورت وحدت کا نشاں ہو
دیکھیں جو تجھے دل میں ذکر حق کا رواں ہو

لیلیٰ کے تصور میں یوں گم ہوجائے مجنوں
لیلیٰ ہی ہو صحرا میں نہ مجنوں کا نشاں ہو

اک نور میرے سینے میں مستور ہے ایسے
جگنو کی چمک جگنو میں جس طرح نہاں ہو

شفقت تو مثل خاک کوئے یار میں سو جا
لگ جاؤ کبھی پاؤں سے تو نہ پاؤں کا زیاں ہو

میخانۂ الفت کے ہیں سامان نرالے
قرآن و نبی اللہ و ایمان نرالے

یاں ساغر و مینا کا تو دستور نہیں ہے
کچھ تکتے ہی کھو جاتے ہیں مستان نرالے

بوبکرؓ و عمرؓ حیدرؓ و عثمانؓ کو دیکھو
انسان تو ہیں لیکن انسان نرالے

سر دیتا ہے کوئی پوش ، کوئی تخت لٹاتا
کئی نیزوں پہ چڑھ جاتے ہیں قرآن نرالے

ہر وقت یہاں ساقی کی ہوتی ہے پرستش
اس دین کے ہوتے ہیں مسلمان نرالے

آنکھوں پہ رکھوں دل پہ کہ یا سینے پہ رکھ لوں
اُس دید کے تیروں کے ہیں پیکان نرالے

تربت جو مری ان کے چوراہے میں ہو شفقت
نکلیں یوں قدم بوسی کے ارمان نرالے

نہ دن کو چین ہے نہ مجھے رات کو آرام
بے کل کیے ہوئے ہے ترا درد تشنہ کام

اب آ کے للہ آ کے میرے خستہ دل کو تھام
پھر کچھ نہ کہنا کر دیا جو حشر کا قیام

زلفوں کو اپنے چہرہ سے رکھ لیں سمیٹ کر
کس قدر پیچ و تاب میں ہے صبح زیرِ شام

ان کی نگاہ شوخ کی حالت نہ مجھ سے پوچھ
مقتل میں برہم جس طرح ہو تیغِ بے نیام

میری نواءِ شوق پہ اہل عرش کہیں
یہ مشت خاک بڑھ کے کہیں لے نہ حق کو تھام

جب سے ہو میرے دل کے مدینہ میں جلوہ گر
جبریل ہے جلیس تو ابلیس ہے غلام

ہے طور بھی وہی اور تجلیاں بھی وہ
لیکن کوئی روبرو نہیں موسیٰؑ سا ہم کلام

شفقت جو جھومتے ہوئے چل دیں گے خلد کو
پوچھیں گے اہل حشر کہ ہے کس کا یہ غلام

○

قطعہ

جس جبیں میں تڑپتا تھا اشتیاق سجود
اُسی جبین کو سجدے تلاش کرتے ہیں

نکل گیا جو شبِ اسریٰ میں لامکاں سے بھی دور
اُسی بشرؐ کو فرشتے تلاش کرتے ہیں

خودی کے معنی و اسرار سے دل آشنا کر دے
میں قطرہ ہوں مجھے دریاءِ وحدت میں فنا کر دے

کھڑا ہوں چشم براہ میں کبھی کا طور سینہ پر
سراپا پھونک کر مجھ کو تو آنکھوں کی جلا کر دے

جلے ہیں جو ازل سے آتشِ عشقِ محمدؐ میں
چنگاری ان کے دل کی لے کے اب محشر بپا کر دے

تری جو بجلیاں آکر نشیمن پھونک دیتی ہیں
نشیمن کو مرے ان بجلیوں سے آشنا کر دے

میرے اشکوں سے گھبرا کر کہا دربان دوزخ نے
یہ خاکی وقت سے پہلے نہ دوزخ کو تباہ کر دے

سنائے کس طرح اس شوخ کو احوالِ دل شفقت
نظر ملتے ہی جو بے تابیوں میں مبتلا کر دے

آہستہ سے بات کوئی کہہ گیا ہے گوش میں
اب نہ ہرگز آ سکوں گا ساقیہ میں ہوش میں

ساغر و مینا میں ہے اور رہے نہ بادہ نوش میں
اور ہی میں نے نشہ دیکھا ہے خرقہ پوش میں

کل انہیں واں شور محشر بھی اٹھا سکتا نہیں
سو رہے ہیں جو تری دیوار کی آغوش میں

جھک گیا بوسے کی خاطر ادب سے عرش بریں
کیسی برکت ہے خدا محبوب کے پاپوش میں

اک سلیقۂ عجز ہے عصیاں مٹانے کیلئے
کیسے ممکن ہے تجھے رحمت نہ لے آغوش میں

دوڑ کر شفقت کے منہ پر ہاتھ رکھ دے ساقیہ
فتنہ منصور پیدا کر نہ دے پھر جوش میں

اٹھ عشق و محبت میں کر حق کی ثناء خوانی
یہ دور نہیں مشکل ہو دل کی نگہبانی

جس دل میں محمدؐ ہوں جبریلؑ بھی لازم ہیں
پھر کیوں نہ ہو عارف کی منطق بھی قرآں خوانی

گردش نے بدل ڈالے میرے نقش و نگار اکثر
لیکن وہ حقیقت نہ مری اس سے گئی چھانی

اول ہو کہ آخر ہو ظاہر ہو کہ باطن ہو
سب مرے ہی جلوے ہیں سب میری خیابانی

جہاں کا ولولہ میں ہوں حشر کا زلزلہ میں ہوں
خدا کو ڈھونڈنے والے حریم کبریا میں ہوں

مجھی سے شور نس نس میں مجھی سے غلغلہ دل میں
میں جو سمٹوں تو قطرہ ہوں میں جو پھیلوں تو دریا ہوں

میرے ہی سوز و مستی سے ہے ہلچل ساز ہستی میں
میں ہی سرمست و ساقی ہوں میں ہی ساغر و مینا ہوں

میرے دم سے عشق زندہ میرے دم سے حسن زندہ!
میں ہی صحرا میں مجنوں ہوں میں ہی محمل میں لیلیٰ ہوں

مجھی میں فتنے ابلیسی مجھی میں معجزے امی
میں ہی گردوں میں سرگرداں میں ہی رہبر دنیا ہوں

افلاک سے اونچی ہے آدم تری پیشانی
تقدیر میں ہے لیکن عصیوں کی فراوانی

یہ سوز و درد تیرا خالق کی ثناء خوانی
کرتے ہیں فرشتے بھی در کی ترے دربانی

جبریل ترا مونس ابلیس ترا خادم
ہے کار دو عالم پر محکم تری سلطانی

خالق کی ارادت میں ہے خون جگر تیرا
خوش پوش ترے دم سے عالم کی خیابانی

ملکوں میں ترے چرچے حوروں میں تری باتیں
تو سجدہ گاہ ان کی تو ان کا ہے دلجانی

تُو حُسنِ خداوند ہے تُو سِرِ الٰہی ہے
خالق نے تجھے پاکر کی اپنی قدردانی

○

اے عقلِ فلاطون و ارسطو یہ ہوا کیا
خالق نہ ملے جس سے تو اس شئے کا مزا کیا

مُردوں کے جلانے کی طبابت بھی ہے کوئی چیز
دل زندہ نہ ہو جس سے تو پھر ایسی شفاء کیا!

سولی پہ کھڑے ہو کے یوں منصورؒ پکارے
حق بات کے کہنے پہ بھی ملتی ہے سزا کیا

کیوں نہ محشر برپا کر دیں گے یہ عاشق جوش میں
کل پہ ملنے کا جو وعدہ کر گئے ہو گوش میں

کیا خبر تھی کہ جنوں ہی لے چلے آپ تک
الوداع اے ہوش اب میں ہوں سراپا ہوش میں

اے خدا محشر سے کہہ دے کہ چلے منہ ڈھانپ کر
کوئی چنگاری میرے دل کی آ نہ جائے پھر جوش میں

کیوں نہ قسمت پر میری حیران ہو عرش بریں
میں وہ ذرہ ہوں جو رہتا ہوں تیرے پاپوش میں

کروٹوں پر کروٹیں کیوں لے رہی ہے برق طور
کیا صدا لن ترانی آ رہی ہے گوش میں

کل جو شفقت عشق کا ہوگا حسن سے سامنا
نہ یہ ہی ہوگا ہوش میں نہ وہ ہی ہوگا ہوش میں

جس دن سے کھلی مجھ پہ حقیقت اپنی
اسی دن سے میں کرتا ہوں عبادت اپنی

کیوں بنے اب مرے درد کا درماں کوئی
جب آپ ہی کرتا ہوں عیادت اپنی

یہ ترا حسن یہ مستی یہ جانفزا منظر
جب ذرا غور سے دیکھا تو تھی صورت اپنی

یہ آہیں یہ درد نہاں یہ دلوں کی پامالی
ہر بدن سے اٹھے گی واں قیامت اپنی

جگر مدینہ بنا ہے تو دل قبلہ ہے
کس قدر اپنے قریں دیکھی ہے جنت اپنی

جہاں میں یہ بار اٹھانے کی قسم کھائی ہے
کسی پہ کھولیں گے شفقت نہ حقیقت اپنی

ترے عشق نے ایسی آتش لگائی
کہ دوزخ بھی تکتے ہے دیتا دہائی

تصور سے تیرے یوں چمکی بینائی
رخ حسن معنی سے چلمن اٹھائی

اسے ڈھونڈنے کو نکلتے ہیں زاہد
مرے دل میں ہے جس نے دنیا بسائی

خدا کی قسم تیری زلفوں سے بچ کر
کہیں جا سکا نہ خدا اور خدائی

ہزاروں عرش ان کی حرمت پہ قرباں
وہ نعلین جن پہ میری جبہ سائی

نہ پوچھو کیفیت محبت کی مجھ سے
لٹی جا رہی ہے خدا اور خدائی

وہ سگِ مدینہ جو کہہ کر پکارے
یہی دو جہاں کی ہے بس شہنشاہی

اُسی دِل میں شفقت خدا جلوہ گر ہے
محمدؐ کی ہے جس میں الفت سمائی

یہ مانا تو تصور میں ہمارے آ نہیں سکتا
یہ دل ہے اس جگہ سے ذکر تیرا جا نہیں سکتا

یہ مانا ہم پہ واجب ادب ہے' پاس شریعت ہے
وگرنہ ہلکی سی چلمن بھی عاشق سہہ نہیں سکتا

اٹھاؤ ساغر و مینا یہ توڑو شیشہ و پیمانہ
حشر تک ان کھلونوں سے یاں کھیلا جا نہیں سکتا

تمہارا حسن کہ یوسف بھی تجھ پر جاں دیتا ہے
تمہاری آنکھ کہ شیشہ مقابل آ نہیں سکتا

عوض سب کے میں شفقت جاؤں گا کل بحرِ دوزخ میں
تمہاری بے رخی میرے سوا کوئی سہہ نہیں سکتا

گرا دو نظر سے مجھ کو جو چاہو بے وفا کر دو
اس اپنی بے رخی کے صدقے اب مجھ کو فنا کر دو

اٹھا لو چہرہ سے چلمن لٹا دو نظر کے ساغر
خدا کے واسطے اب پلک میں محشر بپا کر دو

تجھے سب علم ہے جو جو ہیں مجھ کو آپ سے شکوے
زلف سر ہونے تک عالی مرا اب حوصلہ کر دو

گھٹائیں بھسم کر دو چھین لو یہ رنگ کلیوں سے
ختم مجھ کو ستانے کا یہ سارا سلسلہ کر دو

جلا دو کعبہ، خم خانہ چھڑا دو حور کے چکر
حقیقت کو جہاں کے سامنے اب رونما کر دو

وہ گھبرا کے جہاں میں موت نہ مانگے تو کیا مانگے
قفس کے سامنے تم آشیاں جس کا تباہ کر دو

وہ شفقت تڑپ کر محشر بپا کیوں کر نہیں سکتا
جسے تم جان کر بھی خواہ مخواہ نا آشنا کر دو

تصویر تری دل میں جس دن سے بسائی ہے
طواف مرے دل کا سب کرتی خدائی ہے

مجنوں سے بنے لیلیٰ، لیلیٰ سے بنے مجنوں
جب عشق سے تن من کی یاں ہوتی صفائی ہے

اصرار کے موجب بھی چلمن سے لگے رہنا
محفل میں عجب تیری یہ پردہ کشائی ہے

حیراں ہوں میرے دل میں گھر تو نے بنایا ہے
لیکن مری آنکھوں سے کیوں تری جدائی ہے

لازم ہے زباں بندی شفقتؔ رہِ الفت میں
مجبور مگر دل ہے یہاں شور، دہائی ہے

مستی نے تیری آنکھ کو مخمور کر دیا
تن من میں اک سرور سا معمور کر دیا

کچھ ایسے قلب و جگر کو پر نور کر دیا
تحت الثریٰ سے عرش تک کوہ طور کر دیا

تجھ سے ملے کہاں تلک اتنی خبر رہی
اب ملنا اپنے آپ کا مجبور کر دیا

دل میں یہ ٹھان لی تھی کہ محشر بپا کروں
پھر اس نگاہ شوخ نے معذور کر دیا

اب ایسے واقعات بھی دیکھے ہیں عشق میں
جھوما ذرا بھی پی کے جو، منصور کر دیا

شفقت ہیں اہل دل کیلئے دو قیامتیں
پردہ گرا دیا، یا ذرا دور کر دیا

محبت حسن معنی دیکھ کر مسرور ہوتی ہے
جوانی ہر گھڑی اور ہر جگہ مغرور ہوتی ہے

نظر جیسی ہو جس کی ہو ازل سے نور ہوتی ہے
قیامت اہل دل کے سینوں میں مستور ہوتی ہے

تیرے آنے تیرے جانے کا یوں احساس ہوتا ہے
طبیعت خود بخود مسرور اور مجبور ہوتی ہے

تمارا حسن فطرت دیکھنے والوں کی آنکھوں میں
زمین و آسماں کی ہر شے جلوہ طور ہوتی ہے

شعر

اُنھیں شفقت خدا کی رحمتیں خود ڈھونڈ لیتی ہیں
جہاں کی ٹھوکروں میں جو خدا کا نام کرتے ہیں

لا الٰہ کے بھید سے آگے کوئی حاصل نہیں
چشمِ نرگس سے کوئی بڑھ کر یہاں قاتل نہیں

عشق کے دریا سے گر دل کو ملا ہے جوئے شوق
اس سے بہتر اور کوئی دنیا میں اچھا دل نہیں

کر دیا جس نے نظر سے ابنِ عامر پر جنوں
بخدا وہ اور شے ہے لیلیٰ محمل نہیں

مہر و ماہ انجم پہ کیوں کر ملتفت ہو دل میرا
کوئی بھی تو تجھ پہ قرباں کرنے کے قابل نہیں

آسماں والے تھے کہتے چشمِ احمد دیکھ کر
آنکھیں خود ہی مست ہیں کوئی خوبی کاجل نہیں

آج بھی ہے سوزِ جامیؒ رومیؒ و تبریزؒ کاش
اِس بھرے بازار میں شفقت کوئی سائل نہیں

محبوب سے خلوت کا اے دل نہ مزا مانگ
چاہتا ہے تو الفت کا کچھ اور نشہ مانگ

اُڑ جانے پہ جب آئے پسِ مرگ مری خاک
اللہ سے محبوب کے کوچہ کی ہوا مانگ

ہم حسن کے شیدا ہیں نہ زاہد ہیں نہ عامل ہیں
دوزخ کا نہ کچھ پوچھ نہ جنت کی دعا مانگ

نہ صحرا و محمل سے ہے چاہ و غرض ہم کو
ہم طالبِ لیلیٰ ہیں بس اِس کا پتہ مانگ

آنکھوں سے تو غفلت کا ذرا پردہ اٹھا دیکھ
کیا کچھ نہیں تجھ میں تو ذرا خانہ خدا دیکھ

جس علم سے حاصل ہوں نہ اسرار الٰہی
اس علم کو پاؤں کی تو ٹھوکر سے اڑا دیکھ

صحرا میں نہ محمل میں نہ کوچہ میں مکاں میں
لیلیٰ کی تمنا ہے تو خود اپنی ادا دیکھ

یہ خشک نمازیں واں تیرے منہ پہ پڑیں گی
گم ہو کے خودی میں تو کوئی وصف خدا دیکھ

اسباق کرامت ہیں سبھی تجھ پہ ختم بس
اس معرکہ ہستی کی ذرا کتب اٹھا دیکھ

نہ اپنا پتہ ہے نہ بیگانے کی خبر ہے
کچھ ایسا یہ ماحول ہے کچھ ایسا اثر ہے

ہر نفس سموات پہ اک برپا حشر ہے
کہتے ہیں کہ کچھ روز سے رخ ان کا ادھر ہے

یا یہ تھا کہ تھی کعبہ کو جانے کی تمنا
یا یہ ہے کہ خود کعبہ میرا قلب و جگر ہے

یہ زلفِ مسلسل یہ حسن ناز یہ انداز
اللہ کے کمالات کا سب ذکر و فکر ہے

مانا کہ ترا رحم و کرم بہت ہے لیکن
شفقت بھی گناہگاروں میں سرتاپا حشر ہے

وعدہ پہ کروں کس طرح اعتبار تمارا
آنکھوں سے جو پوشیدہ ہے دیدار تمارا

میں غیر، نظر غیر، جگر غیر یہ دل غیر
اِک لحظہ میں یہ کہہ گیا اسرار تمارا

اِک تجھ سے کیا غیر مجھے میری نظر نے
ورنہ یہ جہاں سارا ہے اظہار تمارا

یہ سچ ہے اگر میری نظر شوخ نہ ہوتی
کس کام کا تھا حسن یہ سنگار تمارا

ہم کو درِ حبیبؐ سے آکر بھلا اٹھائے کون
مستوں کو تیرے داستاں باغِ ارم سنائے کون

سینے میں دردِ عشق ہے آنکھیں ہیں میری اشکبار
تیرے سوا مریض کو جامِ شفاء پلائے کون

آئی ندا یہ غیب سے عرشِ اعلی تھرا گیا
حلیمہؓ تجھے یہ کیا خبر بکریاں تری چرائے کون

حق نے کہا کلیمؑ سے شوقِ نظارہ چھوڑ دے
دُرِ یتیمؐ کے سوا پردے میرے اٹھائے کون

معراج کی شب روح الامینؑ کہنے لگے اے شاہِ امم
گھر میں خدا کے بے دھڑک تیرے سوا یوں جائے کون

سن کر یہ طرزِ گفتگو حق نے کہا اے روح الامینؑ
مالک مکان کے سوا گھر میں قدم ٹکائے کون

شفقت نبیؐ کے عشق سے تجھ کو ملی ہے سروری
ورنہ تیرے کلام کو آنکھوں سے یوں لگائے کون

لائق ہے تو خداوند حمد و صفات کے
قائم ہیں جلوے تجھ سے تیری کائنات کے

بعدہ تری صفات کے سرورؐ کونین پر
بادل برس رہے ہیں درود و صلوۃ کے

اے خاتم رسلؐ تری مدحت نہ لکھ سکوں
محدود کاغذات ہیں اس کائنات کے

دنیا ہے سرنگوں تری چوکھٹ کے سامنے
کھلتے ہیں قفل اِس جگہ ہر مشکلات کے

تصور میں لا کے گنبدِ خضریٰ کو اک گھڑی
تکتا ہوں جلوے عالم تجلیات کے

شفقت خدا کرے کہ مدینہ کو ہم چلیں
کب آئیں گے یہ ہم پہ وقت التفات کے

قطعہ

یا رب! میری سوئی ہوئی تقدیر جگا دے
اک روز محمدؐ کی تو تصویر دکھا دے

قرباں ہیں جس پہ لاکھوں جنت کی عظمتیں!
اس گنبدِ سرسبز کی تنویر دکھا دے

دیکھو دیکھو میرے آقا کے مرقد کی طرف
اترتا جھنڈ فرشتوں کا نظر آتا ہے

نالہ کش ہے کوئی، دیدہ تر ہے کوئی
درد ہجراں سے کوئی تھامے جگر آتا ہے

ڈالے ازل سے مستوں نے اس جگہ ڈیرے
فیض پانے کو یہاں عیسیٰؑ و خضرؑ آتا ہے

کیا کہوں میں کیوں جگت اِدھر آتا ہے
گنبد خضریٰ میں خدا اُن کو نظر آتا ہے

جس دل میں محبت کا اک ذرہ سمایا ہے
خالق نے وہیں اپنا گھر بار سجایا ہے

شاید تیرے کوچہ کو جنت تو نہیں کہتے
مستوں نے جو یاں اپنا دربار لگایا ہے

چلمن جو ہے یہ رخ پر کہتی ہے ہمیں واللہ
شکرانہ پڑھو میں نے سو حشر چھپایا ہے

اُن کے رُخِ انور کی یہاں بات نہیں ممکن
یہ چاند جو ہے ان کے سائے کا بھی سایہ ہے

غم میں جو تیرے آقا جہاں اشک گرے اپنے
ملکوں نے وہیں اپنا مسجود بنایا ہے

اے پیرِ مُغاں پل بھر اِس سمت نظر کرنا
یہ خالی پیمانے ہیں ان کو بھی ذرا بھرنا

کل رخ سے نقاب اپنے پلٹیں گے وہ یوں کہہ کر
کہیں درد سے تنگ آکر برپا نہ حشر کرنا

سو بار گرو دھرتی انگلی کے اشاروں سے
کل حشر میں ارماں کا دعویٰ نہ قمر کرنا

اِک موت کا ساماں ہے تیری جلوہ نمائی بھی
چلمن کے قریب آنا اور روح کا سفر کرنا

جب اُن ہی کے جلوے ہیں کعبہ ہو کہ بت خانہ
اٹکھیلیاں اب مجھ سے واللہ نہ خضر کرنا

ہم مرگ و حیاتی کے اسرار نہیں سمجھے
چپکے سے اِدھر کرنا چُپکے سے اُدھر کرنا

معراج کے معنی گر سمجھو تو ہیں یہ شفقت
استاد کا مکتب سے گھر اپنے سفر کرنا

○

خدا جانے حشر میں آئیں گے جب کربلا والے
کیا ہوگی اس گھڑی ستار کے دربار کی صورت

خدا خود آپ ہی کہہ دے گا میں نے بخش دی امت
دکھائی جائے گی جب زینبؓ دکھیار کی صورت

تمنا ہے نزع کے وقت ہو پیش نظر شفقت
محمدؐ شافع محشر سخی سرکار کی صورت

حضرت کی محبت کو دل سے نہ جدا کرنا
جب ذکر چھڑے ان کا زیارت کی دعا کرنا

محبوبؐ کی آنکھوں نے مجھے مستی عطا کی ہے
جہاں نقش ملیں ان کے تم سجدہ ادا کرنا

اُن کے رُخِ انور کو قرآن سمجھتا ہوں
اوجھل نہ نگاہوں سے اے میرے خدا کرنا

ایمان سلامت گر رکھنا ہے تو یہ سمجھو
احمدؐ کی اطاعت میں نہ فرق ذرا کرنا

معراج کے معنی ہیں یہ درس محبت میں
اسرار الٰہی پر بے پردہ نگاہ کرنا

کل حشر بھی رُک رُک کر کہہ دے گا تجھے آخر
اِن درد کے ماروں سے کہیں باتیں جدا کرنا

شفقت اُس محسن سے وعدۂ محبت ہے
گھٹی میں پڑا جس کی وعدہ پہ وفا کرنا

مٹ گئے وہم و گماں گم ہیں مجھ میں چار سو
تیری صورت سے ملی میری صورت ہو بہو

عشق کی اک جست ہی کر گئی قصہ تمام[1]
تو ہی اب مری نماز تو ہی اب مرا وضو

میرے عزم شوق سے تھا کانپتا دھرتی کا دل
تجھ کو جو ڈھونڈا کیا ذرہ ذرہ جو بجو

---

[1] (علامہ صاحب کے مصرع پر تضمین)

جس دن سے ساقیہ ترے در کی خبر ملی
اپنی نظر ختم ہوئی تیری نظر ملی

گم ہوگیا ہوں آپ کے جلووں میں اس قدر
جس سمت آنکھ کی تری صورت ادھر ملی

چلمن کے روبرو تھے گئے اتنا یاد ہے
پھر کیا حشر ہوا نہ کسی کی خبر ملی

مقبول بارگاہ جو ہوئے غم تو پھر طبیب
جو بھی دوا ملی وہ سبھی بے اثر ملی

مدت سے جس حسین کی شفقت تھی جستجو
مرے دل کے آس پاس ہی اس کی خبر ملی

ہوا حیران میں اک دن جو دیکھا خانقاہوں کو
میسر تھی نہ یہ تزئین قصرِ شہنشاہوں کو

بٹھا کر روبرو جبریلؑ کو دکھلائے وہ مسکن
اِذن مشکل سے ملتا تھا جہاں پر بادشاہوں کو

اُنہیں مردانِ حق صحرا نشینوں کے یہ مرقد ہیں؟
فخر تقدیر سے لڑ جانے کا تھا جن کی آہوں کو

کہا جبریل نے مجھ سے بہا کر خون کے آنسو
بٹھایا کس نے مسندِ محمدؐ پر بلاؤں کو

تبھی تو غرق ہیں مسلم ذلالت کے سمندر میں
بنایا جب سے اپنا راہ نما ان اژدھاؤں کو

کوئی اب زندہ دل مجھ کو نہیں سدرہ سے بلواتا
کوئی تیرا شناسائی نہیں ملتا ہواؤں کو

علم نے مجھ کو بتایا کہ کہیں عرش الہ ہے
فقر کی عفت نگاہی نے دکھایا یہ خدا ہے

علم کی زیرِ قیادت' ہنر جاہ و سپاہ ہے
فقر کے پاس فقط پاک قلب پاک نگاہ ہے

علم کو درد محبت کی دوا یاد نہیں ہے
فقر نے درد کی لذت میں بتایا کہ شفا ہے

نظروں کو پہلے اپنی دھوکہ سے تم بچانا
پھر دیکھو نازنیں کے انداز کافرانہ

آوازیں آسماں سے آتی ہیں تجھ کو راہی
خود تجھ کو ڈھونڈتا ہے ترا یہ آب و دانہ

اُس وقت ہے میسر تجھے لطف عاشقی کا
پیدا ہوں جب نفس میں انداز دلبرانہ

محکم تو اس طرح کر کلمات کافری کے
شرمندہ فی البدن ہوں جذبات مسلمانہ

اللہ رے آج کیسا ہے دور انجمن میں
نہ سوز ابراہیمی نہ فن آزرانہ

دوزخ کو اپنے خوں سے رشکِ بہشت کر دے
ہے ترے دم قدم سے آباد ہر ویرانہ

○

مُلّا کے دل میں کدورت نہ ہوتی
تو مل جاتا اس کو محبت کا موتی

نماز اس کی جنت و غلمان و حوریں
ایسی عبادت فقر کی لنگوٹی

قیامت میں اِس کی ہے گرمیٔ شمس
یہ بھونتا ہے بلا کر یاں بوٹی

اس کا تکلم ہے عقلی مسائل
فقر کی نگاہ ہے دلوں کی کسوٹی

ملا نہ ہوتا تو دوزخ نہ ہوتا!!
فقر گر نہ ہوتا تو جنت نہ ہوتی

مُلّا کے اپنے گھر کا جو خورد و نوش ہوتا
تب حق پرست بنتا نہ دیں فروش ہوتا

یا میکدۂ حسن کا یہ بادہ نوش ہوتا
نہ اتنا غل مچاتا گر صاحبِ ہوش ہوتا

یہ سُوز و سازِ فطرت بجتے ہیں جو خودی میں
کیونکر نہ یہ بھی سنتا جو اِس کا گوش ہوتا

ابلیس کے ہاتھوں جو تو بہکایا گیا ہے
سچ پوچھو تو خوداری کو بھڑکایا گیا ہے

دل شوخیٔ خوباں سے جو تڑپایا گیا ہے
پردہ تھا کوئی بیچ سے اٹھوایا گیا ہے

کیسے تھا یہ ممکن کہ وہ سجدے سے ہو منکر
اِک ایسا بھی سجدہ ہے جو رکوایا گیا ہے

بالِ عزازیل

حصہ دوم

۱۹۸۰ء تا ۱۹۹۹ء

اشعار

مقامِ حیرت

وفورِ جذب و مستی میں جہاں سے تلملا نکلا
میں اپنے آپ کو لینے' خدا کے دل میں جا نکلا

سوچ

فصاحت اور بلاغت میں ہر اکؑ کا قول کامل تھا"
مگر اِس خاک پہ آیا ہوا اللہ کا دل تھا

گہرائی

ہم رہے بس سجدہ کرتے دید کی کسی اور نے
ہم رہے بس عید گاہ تک عید کی کسی اور نے

اصرار

تکرارِ دید تھی کبھی سنت موسوئ
اَصرارِ مصطفیٰؐ ہے کہ اب دید عام کر

کہتے ہیں یہاں جس کی جو خواہش میں مرے گا
کل اس کو وہاں اس کا وہ محبوب ملے گا

شعر

شعر کے معنی اصل میں شعور ہے
یہ جگہ عشاق کے موافق نہیں !

نظمیں و کلام

خیر و شر

چہرے پہ اگر گیسوئے خمدار نہ ہوتے
سینوں سے کبھی تیرِ نظر پار نہ ہوتے

مومن کی سرِ راہ جو کفار نہ ہوتے
نیزوں پہ کبھی یار کے دیدار نہ ہوتے

اغیار اگر واقفِ اسرار نہ ہوتے
تجھ سے یوں کبھی برسرِپیکار نہ ہوتے

یہ سچ ہے اگر دونوں کے اظہار نہ ہوتے
اِس طور کبھی اللہ کے اقرار نہ ہوتے

میں اور اللہ تعالی

گناہ کے بھید سے مجھ کو آگاہ کر
سیاہی کو تو رشک مہر و ماہ کر

مَرا جاتا ہوں میں عصیاں کے غم میں
مجھے بے راہ روی سے اب رہا کر

جواب رب کریم

کہا اس پر رب اعلی نے مجھ سے
مری رحمت کو ہے اک کام تجھ سے

تِری معصیتوں سے زندہ ہے یہ
وگرنہ بے اثر اور مردہ ہے یہ

غرض یہ ہے مری رحمت کو تجھ سے
خطا تجھ سے ہو اور بخشش ہو مجھ سے

مری پہچان ہو رحمانیت میں
نمایاں شان ہو انانیت میں

خطا میں راز یہ رکھا ہے میں نے
فقر کا رنگ ہو انسانیت میں

سرِ محشر مجھے تو ہی پکارے
اسی میں ہیں پوشیدہ سب نظارے

○

آرزو جنگل با جنگل جستجو ہر مشکلات
یہ ہیں سب اس جادوگر کے فتنہ ہائے ممکنات

کیا ملا تجھ کو جہاں میں مجھ کو تنہا چھوڑ کر
اب دوبارہ ملنے کو کتنی بڑھی ہیں مشکلات

تیری بس اک دید کی خاطر پھرا ہوں چار سو
کعبہ کعبہ چھانا میں نے کوچہ کوچہ سومنات

اِس دل ویران کو تیرا بدل نہ دے سکے
گنبدِ افلاک یا حور و خلد کے طلسمات

اتنی کوشش پر وہ کافر اس قدر گویا ہوا
اس گھڑی تھیں مجھ پر گویا خاص رحمت و التفات

فرقت و آلام کی وادی بھی ہے وصلت کے بعد
اس لئے چھیڑے ہیں شفقت حادثاتِ کائنات

میرے چارہ سازو آؤ میرے دل پہ ہاتھ رکھ دو
مجھے جب وہ ملنے آئیں میرا دل نکل نہ جائے

یہ جھکی جھکی سی نظریں، یہ گرا گرا سا آنچل
مجھے ڈر ہے عاشقی کا کہیں بھید کھل نہ جائے

تیرا بے خودی میں آکر سرِ بام لہلہانا
دنیا کا دیکھ کر یوں کہیں دم نکل نہ جائے

ہونٹوں کو ڈھانپ کر جب ہنسنے کا راز پوچھا
کہا اس نے مسکرا کر کہیں لالہ جل نہ جائے

کہا حق نے آنسوؤں کو شفقت چھپا کے لاؤ
اس حشر سے حشر کا کہیں دل دہل نہ جائے

اس حلقۂ صورت میں ہے ہر گوشہ پیامبر
چہرہ بھی زباں رکھتا ہے آنکھیں بھی ادا بھی

کھولے گا لب شکر زمانہ یہ کہاں تک
مجبور ہیں جب آگے ترے ہفت سما بھی

بے نام و پتہ گم ہیں یہاں رومیؒ و جامیؒ
مدہوش ہوئے اس جگہ محبوبؐ خدا بھی

پردوں نے ترے مارا ہے جبریل امیں کو
راہوں نے تری لوٹا شہِ کرب و بلا بھی

چھیڑے گا کوئی کیسے یہاں طور کا قصہ
جب چاک گریباں ہے یہاں عرش اعلیٰ بھی

دل والوں کو اس واسطے بھاتی ہے جہنم
رکھتے ہیں یہ سینوں میں تیرا درد جفا بھی

شفقت وہ شہِ نازاں شفقت وہ مہہ خوباں
کہتے ہیں جسے جان جہاں اور خدا بھی

جب آہ و بکا گونجے گی دوزخ کی فضا میں
اور درد سماں باندھے گا دربار خدا میں

اِس کرب غضبناک میں اٹھے گی وہ رحمت
شامل ہے کیا حق نے جسے ماں کی دعا میں

پھر جنت برحق کے قفل کھولے گی قدرت
اور عیش و نشہ بازی کے پر تولے گی قدرت

اِک جنتی کے حصے میں جواں حوریں بہتر
نادیدہ خواہشات کے در کھولے گی قدرت

دل والوں کی بنتی ہے ہر بات مدینے میں
اللہ کے جلووں کی ہے جہات مدینے میں

جس دل میں محمد ہیں وہ دل ہی مدینہ ہے
دیوانوں کی گنتی ہے دن رات مدینے میں

جنت اور بخشش کا دفتر ہے مدینے میں
دن رات یہ بٹتی ہے سوغات مدینے میں

اللہ سے ملاقاتیں ہوتی ہیں مدینے میں
باور نہ ہو تو ٹھہرو اک رات مدینے میں

یوں فرط محبت میں طیبہ کو چلیں شفقت
شاید کہ محمدؐ سے ہو بات مدینے میں

حضرتِ آدمؑ

اے شاہِ شاہاں خاکی ، خاصہ جہاں آدمؑ
اس حلقۂ حضوری میں تھا کس نے خلل ڈالا

وہ خلد بریں آخر تنگ ہوگئی کیوں تجھ پر
کیوں غیرتِ شاہی نے تجھے دور اٹھا ڈالا

یہ سنتے ہی حضرتؑ کا طوفان ہجر پھوٹا
اس قدر وہ روئے کہ مجھ کو بھی رلا ڈالا

اللہ کی مشیت سے پسلی سے جو نکلی تھی
اس حسن وارفتہ نے چاہت میں خلل ڈالا

○

نہ شوقِ دید نہ ذوقِ تجلی
دلِ بے تاب کو تو دے تسلی

بہت کچھ ہو چکا ہے پہلے مجھ سے
زمانہ دور جا نکلا ہے تجھ سے

لگاؤں آگ میں کیسے برف میں
بلاؤں کس طرح تیری طرف میں

یہ رن ابلیس نے مارا ہوا ہے
جہانِ رنگ و بو ہارا ہوا ہے

مری جولانیوں کو پختگی دے
مرے جذبات کو وارفتگی دے

اس نظامت پرورش میں گردش ایام میں
ذوق شامل کس کا ہے اور روح روانی کس کی ہے

جسد احمد قلب عیسیٰ اور تقاضاء موسوی
کون ان میں موجزن ہے لن ترانی کس کی ہے

ریگ پر ہے عشق رقصاں نیزہ نیزہ کہکشاں
یہ مسلماں کس کے ہیں یہ میزبانی کس کی ہے

ان معارف کو بناں عارف سمجھ سکتا ہے کون
سقر جو لانگاہ ہے کس کا خلد جانی کس کی ہے

جس جبیں میں تڑپتا تھا اشتیاق سجود
اسی جبین کو سجدے تلاش کرتے ہیں

گزر گیا جو شب اسریٰ میں لامکاں سے بھی دور
اسی بشر کو فرشتے تلاش کرتے ہیں

وہ تبسم کہ جس سے اس جہاں میں پھول کھلے
اسی بہار کو غنچے تلاش کرتے ہیں

وہ گردِ راہ جو مانی گئی ہے رازِ حیات
اسی غبار کو رستے تلاش کرتے ہیں

وہ فتنہ ساز کہ شفقت جسے بھلانے کے بعد
دوبارہ ملنے کے نسخے تلاش کرتے ہیں

○

جہاں اس رنگ و بو کی انتہا ہے
وہیں سے لا الہ کی ابتدا ہے

سمجھ لیتا ہے جو اپنے خدا کو
نظامِ پرورش کو بادشاہ کو

کہے اس سے چمن کا پتہ پتہ
متاعِ خیر و شر کا ذرہ ذرہ

ہزاروں بھید ہیں ذرے کے اندر
یعنی قطرے میں پوشیدہ سمندر

ہوں جس پر گلفشاں راز نہانی
وہی کرتا ہے باتیں لامکانی

وہی ہے عصر حاضر کا پیمبر
مرشد راہنما و پیر و رہبر

جو اس سے عاری ہے جاہل ہے فتنہ
چاہے عالم ہو، پڑھ لکھ جائے جتنا

ملا بھی عجب اس کا یہ مذہب بھی عجب ہے
بھوکے کو ہمہ وقت ہی روٹی کی طلب ہے

دیکھیں تو نظر آتا ہے یہ پیر طریقت!
سمجھیں تو یہ آفت ہے مصیبت ہے کرب ہے

ہاشا ہے اسی نے ہی مذاہب کو جہاں میں
دجال ہے فتنہ ہے، فریبی ہے، چرب ہے

منبر پہ کھڑے ہو کے محبت کے یہ دعوے
دراصل محبت سے عداوت ہے حرب ہے

کر دیں جو اگر دین سے ملاں کو علیحدہ
پھر سب کا ہی اک دین ہے اور ایک ہی رب ہے

اس امت اسلام کے یہ جھگڑے بکھیڑے
ملاں ہی کے اسباب ہیں ملا ہی سبب ہے

وہ میرے مخالف تھے، یہ میرا عدو ٹھہرا
پھر دونوں ہیں ضم مجھ میں یہ کیسا سبو ٹھہرا

ان زاہدوں کے سینوں میں جھانکا تو بغض نکلا
وہ کیسی عبادت تھی، وہ کیسا وضو ٹھہرا

وہ بندہ ہی کیا بندہ منشا کو جو نہ سمجھے
یہی حاصل عبدیت، یہی اصل لہو ٹھہرا

سجدہ گاہ

سجدہ گاہِ زاہدانِ باخبر
غم کدۂ حادثاتِ خیر و شر

سجدہ گاہِ عاشقانِ باصفا
جلوہ گاہِ مہرِ تاباں خوش لقا

مکاشفات

عشق و محبت

محبت ایک جذبہ با صفا ہے
یہی جبرئیل احمد اور خدا ہے

ہے جس کے دل میں اب یہ کارفرما
وہی ہادی وہی مشکل کشا ہے

نیزوں پہ شہ پاروں نے مطلوب دکھائے
عشاق کو سب عشق کے اسلوب سکھائے

الہام ہے یہ اہل محبت کو ازل کا
کربل سے پتہ ملتا ہے اللہ کے محل کا

جب سے تو نے جہات کرنی چھوڑ دی
آنکھوں نے برسات کرنی چھوڑ دی

جب سے چھوڑی تو نے رسم عاشقی !
عاشقوں نے بات کرنی چھوڑ دی

ہوں گے نہ عیاں تجھ پہ یوں اسرار خودی کے
پھینکے گا نہ جب دل سے تو تصویر بتاں کو

اللہ کے سوا اوروں کو چاہتا نہیں مومن
مومن کی نگاہ چیر جائے دونوں جہاں کو

زمانے کی خاطر نہ تم مجھ کو چھوڑو
نہ میں بے وفا ہوں نہ تم بے وفا ہو

اگر ایسے تو نے جو ٹھکرایا مجھ کو
نہ میں تیرا بندہ نہ تم ہی خدا ہو

تم ہی میری دنیا تم ہی میری جنت
تجھی سے ملی ہے زمانے میں راحت

میرے دم سے مستوں میں ہلچل ہے تیری
جو میں بادیہ ہوں تو تم میکدہ ہو

چلو ساتھ میرے چمن گھوم آئیں
محبت کا پیارا وطن چوم آئیں

جہاں پتے پتے پہ تو نے لکھا تھا
کہ تم میرے کیا ہو کہ تم میرے کیا ہو

کرو یاد راتوں کے قصے پرانے
جو تم آتے تھے مجھ کو چوری ستانے

یہ صیغہ نکالا ہے کس دن سے تو نے
کہ میری خطا پہ نہ تیری عطا ہو

ہے شفقت محبت کی یہ مہربانی
لٹی ہے مروت میں اپنی جوانی

رہے گی قیامت تلک یہ کہانی
جو میں مرمٹوں اور نہ تم کو پتہ ہو

○

متاع بے بہا ہے آدمیت
طہارت بندگی اور علم و حکمت

تلاوت ہے مگر یہ اہل دل کی
محبت ، یا محبت ، یا محبت

○

○

خدا سے احمدؐ تک محبت محبت
احد سے موحد تک محبت محبت

یہ اول و آخر یہ ظاہر و باطن
ازل سے ابد تک محبت محبت

○

وہ عشق کی جماعت کا ناواقف نصاب ہے
جو پیار کا ذکر کرے اور ہاتھ میں کتاب ہے

ساقی بھی ہو شباب میں اور جام بھی ہو دور میں
ایسے میں ایک گھونٹ پہ سو اونٹ کا ثواب ہے

راہِ الفت میں بڑا خوش ہے اگر جنت ملے
اور گر دوزخ عطا ہو بھاگتا ہے اس سے تو

تو اے ناداں غرض و غایت سے ابھی نکلا نہیں
کیا صلہ ہے پیار کا واقف نہیں ہے اس سے تو

سچا اور غم خوار جو ہے دلدار نہیں ہے
وعدہ پہ جو ملتا ہے، وہ یار نہیں ہے

بات پتے کی کہتا ہوں دل والوں سے
گلی گلی نہ خوار کرے، وہ پیار نہیں ہے

آنکھ جلووں کے لئے پیدا ہوئی
عشق ہوا پیدا مٹانے کو دوئی

رُوح رِترے دلدار کا گھر ہے صنم
عقل جلوہ گاہ سے چوپٹ ہوئی

○

جہنم درد انگیاروں کی دنیا
خلد تیرے جہانداروں کی دنیا

محبت کا جہاں سب سے الگ ہے
یہی تو ہے ترے ماروں کی دنیا

○

محشر ہے عاشقوں پر تیرا آفتاب ہونا
فردوس مسکرا کر تیرا بے نقاب ہونا

تری بے رخی کو دوزخ لکھا ہے اہل دل نے
اور اس میں آنسوؤں کا پک کر شراب ہونا

○

اس شوخ کے آتے ہی ہوا حلف چمن چاک
لالے کا بدن چاک ہوا، قلب سمن چاک

وارفتہ ہوا عشق پہ احسان محبت
دل چاک جگر چاک، بدن چاک، کفن چاک

امیری دستگیری کج کلاہی
غریبی بے نوا گم گشتہ راہی

خودی انانیت اور خود فریبی
محبت آشنائی بادشاہی

بیگانہ کر گئی ہیں کون و مکاں سے مجھ کو
آنکھوں میں کیا بھرا ہے اے جانِ جاں تم نے

وہ بخل بادے کا وہ میکدہ کی وسعت
کیسے سنبھال رکھا ہے سارا جہاں تم نے

ہجر کی آگ میں جلتا نہیں تو
نہ ہی مرتا ہے تو سوز جگر سے

یہ سب بیتابیاں معشوق کی ہیں
تو دیکھے کاش گر میری نظر سے

ان آنکھوں سے جس رات کو کاجل نہیں ملتا
اس رات قتل گاہوں میں قاتل نہیں ملتا

بت خانوں میں لے جاکے نہ الجھاؤ مجھے تم
بت پوجنے والوں میں کبھی دل نہیں ملتا

راتوں میں نہاں رہ یا ضیاؤں میں چلا جا
آفاق میں گم ہو، یا فضاؤں میں چلا جا

ہاں تیرے بنا میرا گزر ہو نہیں سکتا
ہو پیار تو پھر تنہا سفر ہو نہیں سکتا

بجز تیرے اے چشم جانِ عالم
جہانِ رنگ و بو میں ہے دھرا کیا

اصل میں مرنا ہی ہے تجھ پہ مرنا
جو تجھ پہ نہ مرا تو وہ، مرا کیا!

تو جتنا سمٹے گا کون و مکاں سے
کھلیں گے اس قدر اسرارِ حیدرؓ

نہیں موقوف یہ نانِ جویں پر
خدا کا عشق تھی تلوارِ حیدرؓ

○

جہان رنگ و بو کی گھات کیا ہے
تمہارے حسن کی بھی جھات کیا ہے

تجھے دیکھوں تو خود کو بھول جاؤں
یہاں بھی خیر و شر کی بات کیا ہے

○

دیئے روشن اسی کے نام کے کر
بلند جھنڈے اسی گلفام کے کر

دل و جاں پیش کر اور کہہ خدا سے
ذرا جھلکی تو اپنے بام سے کر

○

دل خدا کو دے خدا کے واسطے
یہ جگہ دوزخ و جنت کی نہیں

جس عبادت میں ہو جنت کی ہوس
یہ کوئی صورت عبادت کی نہیں

مقدر میں وہ جب بارات ہوگی
مری ساجن سے لمبی بات ہوگی

اٹھائیگا وہ جب چہرے سے چلمن
دل و جاں کی یہ بازی مات ہوگی

قرابت سے محبت ختم ہوگی
یہ خدشہ ہے مگر ہو کر رہے گا

ترے ملنے سے نہ ملنا ہے بہتر
یہ فتنہ بھی مگر ہو کر رہے گا

حسن جنت سے کہیں بہتر کہیں اچھا ہے تو
خوشا اے ذوق تمنا کس جگہ پہنچا ہے تو

کربلا میں ابنِ حیدرؑ جھوم کر کہنے لگے
سر کے بدلے دید تیری کس قدر سستا ہے تو

حُسن جیسے محل میں نہیں رہتا
عشق ایسے کنول میں نہیں رہتا
تُو ہے جیسے آنکھ کے تِل میں!
کیوں ایسے دل میں نہیں رہتا

عصرِ حاضر

اب قیامت صغریٰ ہے، ثمرات ختم ہوں گے
اخلاق و مروت کے اثرات ختم ہوں گے

گھر گھر ہیں طبل باجے سنگیت و اداکاری
اس سوزش سینہ سے حشرات ختم ہوں گے

عورت کو عدالت میں حاصل ہے فتح یابی
اس دور میں مردوں کے درجات ختم ہوں گے

نشترِ دستِ ہوس سے سب نشہ جاتا رہا
شکل و صورت تو رہی لیکن مزا جاتا رہا

کھانے پینے رہنے سہنے میں ہیں سب بدمزگیاں
سوچ سائنس نے دیا کیا اور کیا جاتا رہا

سیاست غرض و غایت اور بے دینی
حکومت ، آمریت بایقینی

جمہوریت ، بلائے آدمیت
خلافت نور وحدت آفرینی

یہ جس ماحول کے ہم درمیاں ہیں
قیامت کے سبھی سازوساماں ہیں
نقلِ افرنگ کی یوں ہو رہی ہے !
کہ جیسے وہ یہاں اور ہم وہاں ہیں

اک خود پرست راہبر اک فتنہ ساز ملاں
بوجہلِ عرب کے ہیں آثارِ کہن دونوں
اِک دین کا رہزن ہے اک چور ہے مذہب کا
اُمت کو لے ڈوبیں گے کفارِ کہن دونوں

ایک دن ہوگا یہ انساں فارغ
مشینیں کام سب اب کر رہی ہیں

لئے شاید اب عظمت آدمی کی
مروت اور وفائیں مر رہی ہیں

اے رہبر کل شاہ جہاں حضرت آدم
تو جتنا غریب آج ہے اتنا نہ قبل تھا

گئے صدق و ایماں آج ولایت سے تمہاری
تو ان کے سبب صاحب عرفان و عمل تھا

○

مانا کہ زر و مال بڑی چیز ہے لیکن
گلشن میں نہ ہو پھول تو بیکار چمن ہے

یوں حسنِ فراست تو جہاں دید ہے تیرا
گر خود کو نہیں دیکھا تو بے کار پھبن ہے

○

نہ اتنی تھی یہ دنیا جتنے کہ مظالم ہیں
کانٹوں نے چبا ڈالی پھولوں کی قبا آخر

پورے ہوئے جاتے ہیں الزام فرشتوں کے
کب ہوگی اس آدم کی اللہ سے وفا آخر

○

○

کیوں چھینا گیا تجھ سے صحیفہ محبت !
کیوں قلزم ظلمات میں ڈوبی ہے اخوت

دستار خلافت کی یاں تکذیب ہوئی ہے !
افکار عزازیل کی ترتیب ہوئی ہے

○

ذلت کی یہ بہتات تری دیکھی نہیں جاتی
خواہشات کی یہ شیشہ گری دیکھی نہیں جاتی

جنت سے نکالا تھا تجھے دھرتی بسانے !
دھرتی پہ یہ آلات گری دیکھی نہیں جاتی

○

○

موجودہ معاشرہ غضب الٰہی
گھرا جس میں ، جہان مرغ و ماہی
متاع اب لٹ چکی ہے آدمی کی
مری بے موت اس کی کج کلاہی

○

دیکھو کہ اتنی کوشش و محنت کے باوجود
ہے پھر بھی ہم پہ تنگی ایام برقرار
ہر گھر کا فرد فرد ہے روزی کی دوڑ میں
کہیں ایسا تو نہیں کہ ہے ناراض کردگار

○

تباہی کے گڑھے پر آ کھڑے ہیں
کسر بچنے کی کوئی چھوڑی نہیں ہے
ترقی حرص میں ہم نے بہت کی
یہ وہ شے ہے نظر جس کی نہیں ہے

متفرق

(اول)

عقیدت کی دیکھو یہ چال بازی
صنم خانوں میں گھس آئے نمازی

خداوند تک کہہ دیا پتھروں کو
حرم سے اٹھا لی گئی دل نوازی

○

کربلا میں چیدہ چیدہ لاشے تھے بکھرے ہوئے
جیسے دھرتی پر فلک سے چاند تھے اترے ہوئے

نیزوں پر جو صورتیں تھیں حامل قرآن تھیں
گویا عشقِ حق کے تھے فرقان یہ نکھرے ہوئے

○

آئین خداوند کے یہ پابند حیوانات
ہر روز ہنسی مجھ پہ اڑاتے ہیں ازل سے

کیوں رکھا گیا سر پہ ترے تاجِ خلافت
کیوں حقِ شناسائی کو گانٹھا ہے پزل سے

○

یا یہ تھا کہ تھا بشر کبھی صاحب فردوس
اک دانے کے لالچ نے کیا اس کو چرندہ

پھر چار قدم آگے بڑھا حرص و ہوا میں
اب حرص نے صاحب کو بنا ڈالا درندہ

ماری ہے ہوس حور نے مت شیخ حرم کی
اللہ کو نہیں کرتا ہے جنت کو یہ سجدہ

گر حق کی طلب ہے تو تُو دوزخ کی طرف چل
نظارہ لے عشاق کے سینے کی تپش کا

○

آنکھوں میں تری کاجل نہیں ملتا
کیا آج کل اہل دل نہیں ملتا ؟

دل کی محفل عجیب محفل ہے
کبھی میں نہیں، کبھی دل نہیں ملتا

○

خدمت خلقت کے حق میں حق کا یہ پیغام سن
تو بلا تخصیص غیرے الفتوں کے جام لا

حدت افلاک سے گھبرا کے تو جوگی نہ بن
روگی بن اور مثل احمدؒ ہر کسی کے کام آ

ہے میری کج روش محدود فطرت
جہاں میں خیر و شر کے ساتھ کا ہوں

مری بے راہ روی پر جا نہ مولا
کہ آخر نقش تیرے ہاتھ کا ہوں

جو بھی دل ہوا مستیٔ لا الہ میں مست !
ہزاروں ایسے جہاں اس کی راہ گزار میں ہیں

سمیٹا جس نے نگاہوں کو لطف دنیا سے
ہزاروں شمس و قمر اس کے انتظار میں ہیں

پیاس کے چھالے زباں پر حلق کانٹوں سے بھرا
ماندگی کی ظلمتیں تھیں، صعوبتوں کے اژدہا

رزم اتنا محتشم کہ فلک قدموں پر گرے
غربت و بیگانگی کہ ایک لاکھوں میں گھرا

موت کیا ہے؟ اختتام خیر و شر!
عبد کا معبود کی جانب سفر!

ہے یہاں بھی اہل دل کا امتحاں
وادی جنت ہے راہ میں اور شعلہ ہائے سقر

○

معاشرہ ہنگامۂ لات و منات
اپنی اپنی خواہشوں کی واردات

دین کیا ہے، حاکمیت لا الہ
لا الہ ہے رازِ کُن ، خضرِ حیات

○

زمیں سے آسماں تک گونج ہے ذکر خداوند کی
مگر سینہ و نظر اس نور سے خالی ہے اکثر کا

خدا کے ہاں تو پیارے معاملہ قلب و نظر کا ہے
جو یہ خالی ہیں تو خالی ہے بستہ اس مسافر کا

○

نماز و روزہ و تقویٰ سجود و حج و زکوۃ
متاع یہی ہے فقط مذہب و دین کے پاس
انہیں میں غرق تھے سارے وہ مشرکین مکہ
نہیں تھا ان میں تو صرف لا الہ الا اللہ

ہے شریعت میں صلہ اثبات کا
کچھ علاقہ حور و غلماں کا ہے کچھ باغات کا
عشق بچارے کو ہے ان سب علاقوں سے مفر
یہ تو طالب ہے فقط اللہ کی اک جہات کا

لا تقنطو ہے فیض الفت!
گھری اِکرام میں مخلوق تیری!
جہاں ہوگا شفاعت کا قلعہ بند
کھلے گا در وہاں رحمت کا تیری

نہیں پاتا وہ راہ مہر و وفا کی
جو رگ سمجھے نہ تنقید و مزاح کی
کھلا یہ اہل دل پر راز حکمت
کہ اک اک طنز ہے پڑیا شفا کی

○

قرآں کے پس و پیش کو عرفان میں جھانکے !
اللہ کی طلب جس کو ہے انسان میں جھانکے

عارف نے نکالا ہے یہ انسان کا مطلب
جو حق کے اشاروں کو گریبان میں جھانکے

○

طائر زماں اور ہے' طائر جہاں اور
ملاں کا بیاں اور ہے عارف کا بیاں اور

اک قدم نہ سدرہ سے بڑھا پیر ملائک
جو اس سے گزر نکلا ہے وہ شاہ زماں اور

○

تبھی تو مجھ کو نوازا خطاب اشرف سے
میری خطا نے جو رحمت کو کاروبار دیا

رُلا گئی ہے فرشتوں کو عاجزی میری
مری ہی آہ نے تجھے اسم کردگار دیا

زاہد کعبے کا احترام کرتا ہے
کعبہ عاشق کو سلام کرتا ہے

بندہ بندگی سے ہے جیسے
رازق رزق کا انتظام کرتا ہے

○

عُلوم ظاہر شرح کبریائی
عُلوم حق جہان آشنائی

علم ایسے بھی ہیں کچھ تیرے اندر
جہاں جبریلؑ کی ہے نارسائی

○

نہیں مومن جو حوروں پر مرے ہے
نہیں مومن جو دوزخ سے ڈرے ہے

وہی مومن ہے جو شفقت جہاں میں
خدا کے واسطے سب کچھ کرے ہے

○

ملاحظہ کر ہنر اس جادوگر کا
متاعِ لیس و آں زیرِ نگیں ہے
بچھا ہے تخت اس کا دل میں تیرے
تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریں ہے

معنوں کا نہیں لفظوں کا چکر ہے یہ پیارے
ہر چیز کا معنوں سے نکلتا ہے نتیجہ
اللہ کے تصور میں ہیں گم مسجد و مندر
یہاں بھید کی پوجا ہے وہاں بھیس کی پوجا

○

نظر میری تمہاری تاک میں ہے
طبع کی جولانگاہ لولاک میں ہے

پتہ ملتا نہیں تیری سحر کا
کہ جب سارا جہاں اِدراک میں ہے

○

کس سے پوشیدہ چلی تھی خیر و شر کی گفتگو
اک طرف مخلوق تھی اور اک طرف رحمٰن تھا

فتنہ پردازوں کے جھرمٹ میں کیا پیدا تجھے
کیسے ہاتھوں سے جلا یہ قمقمہ انسان کا

○

دیتی ہے جہانداروں کی تاریخ گواہی
سربستۂ اسرار ہے افلاک کی دنیا
مسدود ہوئی جس جگہ جبریل کی طاقت
چلتی ہے وہاں سے شہ لولاک کی دنیا

زندگی عذاب میں ہے
حصول ثواب میں ہے
الجھی ہے حرص میں جتنی
اتنی ہی عتاب میں ہے

○

نہیں جبریل واقف سرِ قرآن
لطائف خیر و شر ہیں اس سے پنہاں
مگر ابلیس سیلِ کُن فیکاں کا
معارف ہے میری جان تمنا

○

خدا محبوب سرتاپا کرم ہے
محمد عاشق حسن پیہم ہے
ہوا ہے اس نبیؐ کا جو مقلد
وہی رہبر وہی خیر الامم ہے

○

جہاں عارف نہ عاشق کی کہانی
وہاں گم ہیں مکانی و لامکانی
بجز حیرت وہاں کچھ بھی نہیں ہے
نہ سوزِ اَدنُ مِنّی نہ عُذرِ لَن ترانی

ہجوم سیم و زر غمناک دنیا
علوم خیر و شر بیباک دنیا
جہاں اپنا پتہ ملتا نہیں ہے
خدائے پاک کی وہ پاک دنیا

شاعر کا شہر رحیم یار خان

اِس شہر خداداد میں یہ شاعر ہے مغموم !!
ویسے تو امارات میں یہ شہر ہے مخدوم

دل لوہے کا رکھتا ہے اور پتھر کا کلیجہ
کج ذوق ہے بے سوز ہے اور عشق سے محروم

ماں

○

ماں کے قدموں میں ہے جنت ' ہے حدیث مصطفیٰ
اور والد قطب عالم قبلہ گاہ دوسریٰ

ماں کی ممتا باپ کی سختی کی حکمت مختلف
ممتا کی ہے تہہ میں دوزخ سختی کی تہہ میں خدا

○

نور عفت سے یوں ہر ماں جو ہر کو قابل کرے
یہ کہ حق کے بعد عالی مرتبہ ہے باپ کا

با ادب ماں بیٹے کو جھکنے کا دیتی ہے سبق
بے ادب ماں بیٹے کو قاتل بنائے باپ کا

○

تو چاہتا ہے کہ بہتر معاشرہ ہو
کہیں سے ڈھونڈ لا تو ہاجرہؑ کو

وہ اپنے ساتھ اپنا پسرؑ لائے
اسے پھر باپ کے آگے جھکائے

جب وہ آئے گی، پیر پیمبرؑ
محبت اور ادب کی راہ و رہبر

تب عورت مرد کے آگے جھکے گی
تو پھر یہ ڈوبتی نیا بچے گی

پھر آج زمانے کو ہے اس ماں کی ضرورت
ہو جس کے نشیمن میں جہاں ساز و جگر سوز !

پھر اس کے حوالے ہو زمانے کی امامت
بیباک ہو کل جس کا' تب و تاب ہو امروز

وہ ماں کہ ہو غم جس کا جہاں ساز و جہاں بند
پھر بخشے زمانے کو' جگر سوز و ہنرمند

ہو جس کے طلاطم میں محبت کا سفینہ
پھر چیر دے آہوں سے جو افلاک کا سینہ

جنت میں اور ماں میں تفاوت نہیں مگر
اب دیکھنا ہے یہ کہ ہیں کردار ان کے کیا

جنت کی خواہشات سے، اماں کے لاڈ سے
کوئی باپ سے گیا ہے تو کوئی یار[۱] سے گیا

۱۔ اللہ تعالیٰ۔

باب دوازدہم

عورت و حق مہر

○

ہوں جس کی بیویاں دو ایک گھر میں
ماتم اس پہ عذاب قبر سمجھو

ہوں جس کے عقد میں دو سے بھی زیادہ
ختم اس پہ حساب حشر سمجھو

○

ایسے لگتا ہے کہ انساں ہل گیا ہے مدار سے
کھائے جاتی ہے یہی تشویش ہر اک فرد کو

داڑھی اڑ کر لگ نہ جائے چہرہ مستور پر
چوٹی اب عورت کی جیسے آ گئی ہے مرد کو

○

نیک عورت خوش نما گل رنگ ہے
اور بد عورت سراپا ننگ ہے
بغض پر آجائے تو دوزخ ہے یہ
بام پر لہرائے تو اک رنگ ہے

عورت ہو کر لکھ پڑھ جائے !
دو دھاری تلوار بنے وہ

جو خاوند ہو اس کی زد میں
جنت کا حقدار بنے وہ

اے بندہ خدا شیوہ الفت پہ نگاہ کر
اب مرد مرا جاتا ہے عورت کی رضا پر

اس حال میں اب اور تہجد نہیں بہتر
آجائے اگر رونا تو رو اپنی قضا پر

آزادیِ نسواں کی نہ کوئی بات کرو تم
اس زہر ہلاہل کو شیشوں میں کرو بند

کل تھا زیب خانہ عورت کا وجود
آج ہے یہ اشتہار روزگار

کیا یہی حق مانگتی پھرتی ہے یہ
دامن مشرق ہو جس سے تار تار

اس درجہ مروت سے بیگانہ ہے عورت
تم جتنا دباتے ہو ابھرتی ہے یہ اتنا

دانش کے حوالے سے یہ اب کہتے ہیں عارف
تعلیم نے ہے پیدا کیا اس میں یہ فتنہ

پیشہ ورانہ تعلیم

عورت تو کنیزک ہے ترے حرمِ نفس کی
کیوں لے گیا ظالم تو اسے حرمِ خدا تک

تو اس کے سبب راندہ گیا خلد بریں سے
لائی تھی تجھے پہلے یہی جرم و خطا تک !

شرح عورت جامع حسنت پیکر شرم و حیا
مرد غیرت اور غیرت منبعٔ جود و سخا

پرکھ ہوگی اس طرح اب معنوی اعتبار سے
بے شرم عورت نہیں، غیرت نہیں تو مرد کیا

شہرِ زناں میں شور ہے کہ یہ بھی ہو اور وہ بھی ہو
فتنہ یہ جنت میں بھی ہے' یہ بھی ہو اور وہ بھی ہو

مرد کے احوال کا ان سے نہیں کچھ واسطہ
اس کی تو اک ہی صدا ہے میں نہ ہوں بس تو ہی ہو

مرد کی احیا میں غیرت مرد کی احیا میں نور
داڑھی مونچھوں کے بڑھانے سے مرد بنتا نہیں

مرد کو بخشا گیا ہے' رازِ کن رازِ حیات
مرد کی حرفت میں ذوقِ کن فکاں بجتا نہیں!

وہ زن کہ جو ناواقفِ آداب شوہر ہے
دنیا ہی میں وہ شوہر پہ اک عرصہ حشر ہے

اس ناری کا گرویدہ من اور جگہ ہے
بستی یہ کہیں اور ہے تن اور جگہ ہے

بہو

بہو گھر لاؤ گے تو کیا تمہاری زندگی ہوگی
یہ لڑکی اپنی ہوگی' نہ یہ لڑکی اجنبی ہوگی

یہ اک نہ ایک دن بیٹا تمہارا لے کے بھاگے گی
نہ خوش ہو آج پیارے کل بڑی بے چارگی ہوگی

شادی

شادی سے تو چاہتا ہے کہ بس جائے ترا گھر
مرنے کی ہوس ہے تو کسی اور طرح مر

اسلام میں ملتا نہیں شادی کا تصور
یہ راز نہ سمجھے گا تو روئے گا عمر بھر

اگر خلوت میں تازہ رہ سکے تو
تو زن سے دور ہی رہنا ہے اچھا
اگر خلوت نہیں ہے راس تجھ کو
تو پھر یہ زہر ہی پینا ہے اچھا

○

عورت میدان مار کر بیٹھی ہے آجکل
مردوں کا دھرم و دین ہے اب اس کے ہاتھ میں

رشوت 'مہنگائی' عاقبت سب اس کے واسطے
دنیا سے لے کر خلد تک اب اس کے ہاتھ میں

○

اے خاصۂ خاصانِ جہاں حضرت آدم !!
عورت تھی تجھ لے کے اڑی باغ جناں سے !!

اس جگہ بھی تو اس کے شکنجوں میں ہے محصور
گر اب کے تو پھنسا تو گیا دونوں جہاں سے

○

عارف کو کہہ رہا ہے یہ عورت کا احتساب
یہ رنگ کائنات ہے یا ننگ کائنات

جنت میں اس طرح کی ہیں گر اس سے رونقیں!
دنیا بھی واہیات ہے، عقبیٰ بھی واہیات

آزادیٔ نسواں ہے امامت کی تباہی
یہ راز حکیمانہ، فرنگی نہیں سمجھا

گیا آج مسلمان کے ہاتھوں سے یہ منصب
آہ سانحہ تقلید یہ مسلم نہیں سمجھا

شرم آنکھوں سے رفتہ اور دل اسرار وحدت سے
شرافت رو رہی ہے دیکھ کر اس دور کے ماحول کو

پھر رہی ہیں سر سے ننگی اس طرح سے بیبیاں
لگتا ہے شیطان اب کے لے گیا لاحول کو

عورت اور حور

پردے میں حیاء میں تو تفاوت نہیں لیکن
ہاں معنی الفاظ پہ تکرار ہے ممکن

عورت ہے جو محظوظ ہے اعجاز نفس سے
وہ حور ہے جو دور ہے آدم کی ہوس سے ،

وفادار عورت کے حق میں پیغامِ مصطفیٰ

جو عورت مرد کے آگے جھکے گی
وہ کل ہمدوش زہرہ کے اٹھے گی

بنائے گی جو اپنے گھر کو جنت
یعنی سسرال پر جو مر مٹے گی

اسی کے نام پر جنت کے اندر
نئی بتیا وفاؤں کی جلے گی

خوش ہوں گی دیکھ کر سارہؓ و مریمؓ
فضاء میں چار سو ہلچل مچے گی

وہاں ہوگی اسی شوہر سے واصل
یوں قدرت آبرو اس کی رکھے گی

مِلا دے گا خدا جب اس کا شوہر
تو پھر جنت اصل جنت بنے گی

جب سے چلی زناں میں ہے ہمدوش کی ہوا
مردوں کے دم قدم میں وہ طاقت نہیں رہی
یا بیٹوں میں کچھ کہنے کی ہمت نہ تھی کبھی
یا باپ میں اب کہنے کی جرات نہیں رہی

حق المہر

سنا ہے عورتیں اب جم گئی ہیں
پتہ مردوں کا ہے اب پارہ پارہ
بچا جو بھی ہے اب سہما ہوا ہے
ادا ہوتا نہیں ہے مہر بھارا

حق المہر

کسی نے مہر میں گاڑی خطا کی
کسی نے مہر میں کوٹھی ادا کی
جنہوں نے جس قدر بھی تان ماری
کسی سے بھی نہ عورت نے وفا کی

مرد

بات تیری کوئی بھی سنتا نہیں
مرد شائد نہ رہا کائنات میں

بات ساری چل رہی ہے خلد تک
خلد آ بیٹھی ہے عبادات میں

بات مردوں کی تمہاری بات ہے
بات تیری کیوں ہو مستورات میں

دیکھیں تو چہرے پہ مونچھیں ہیں جناب
جھانکیں تو زن بیٹھی ہے کم ذات میں

مرد کی تو میم تم نے کاٹ دی
معنوی اعتبار سے یہ رد ہوا

مارتی ہے ہر جگہ عورت اسے
مار کھا کر یہ پستہ قد ہوا

وہ بندۂ خدا ، رشکِ جہاں ، مردِ قلندر
جس نے غم جاناں کو رہ صدق و وفا دی

بیگانہ ہے جو شورشِ اِمروز سے مومن
ہنگامۂ فردا سے وہی مرد ہے آزاد

ہے اپنے زمانے کا وہی مردِ قلندر
ہو جس کی فقیری میں فقط عشقِ خُداداد

تعمیلِ خداوندی میں ہیں جس کے، شب و روز
وہ بندۂ خدا جس کا عمل جان و جگر سوز

ہے اس کے حوالے، یہ زمانے کی امامت
بیباک ہے کل جس کا، تب و تاب ہے امروز

متفرق

(دوم)

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

تیرا ابلیس کیا زندہ نہیں ہے
کیا تو اللہ کا بندہ نہیں ہے
ترا جبریل تجھ سے کٹ گیا ہے
مقدر میں ترے سجدہ نہیں ہے

○

کانوں میں خطاؤں سے آگاہ ہے وہی کرتا
ہاتھ اٹھنے سے پہلے ہی عطا ہے وہی کرتا

کیا اس نے دیا تجھ کو بتا تیری رضا ہے
سچ پوچھو تو راضی با رضا ہے وہی کرتا

○

کیوں میکدہ پہ آپ نے پہرے بٹھا دیئے
کیا دست چارہ ساز میں اکثیر نہ رہی

یا رحمتوں میں آپ کی وہ دم نہیں رہا
یا میری اب خطاؤں میں تاثیر نہ رہی

○

دیکھی ہے یہی ازل سے فطرت کی طریقت
بخشے گی یہ اُمّی کو ہی اسرار خدا کے

ہیں ہوش و خرد راہ محبت کے حجابات
یہ ہوں تو میسر نہیں دیدار خدا کے

صحنِ کعبہ سے ہو ملحق سومنات
اے مسلماں یہ تمہاری موت ہے

جیسے حرم دل میں اللہ کے سوا
اور داخل ہو تو دل کی موت ہے

وقت

وقت سے ہے نظام مرغ و ماہی
وقت اب ہاتھ آنے سے رہا تو

جسے پوچھو وقت ملتا نہیں ہے
گئے یہ تجھ سے یا ان سے گیا تو

اصنام کی عالم میں یہ سب جادوگری ہے
کوئی جوڑ رہا ہے تو کوئی توڑ رہا ہے

ان سب سے جدا ہو کے اگر غور سے دیکھو
کوئی ہے جو تجھے اپنی طرف موڑ رہا ہے

تقلید

کل تھا یہ افلاک پر اور آج ہے زیرِ زمیں
شیخ کو افرنگ کی تقلید کیسے لے گئی

اب نہ اس کا معاشرہ ہے اور نہ اس کی آبرو
دیدہ ور کو دیکھئے بے دید کیسے لے گئی

○

بے طرح طبیعت کے ہیں پیرانِ[1] امارات
تنگ ان کے مشاغل سے ہیں صحرا کے حیوانات

اس واسطے پل بھر میں بنا دیتے ہیں مسجد
اس طرح خرافات کے چکتے ہیں حسابات

○

۱۔ متحدہ عرب امارات کے امرا اپنے صحراؤں میں اپنے اربا مشاغل کے ذریعے صحرائی زندگی کا قلع قمع کرتے ہیں!

حیات جاوداں ہے اس بری ہستی کے آگے
شعور بیکراں ہے' اس بری مستی کے آگے

جسے کوتاہ نظر' تو آخری منزل سمجھ بیٹھا
کہ اک تازہ جہاں ہے اس تری بستی کے آگے

پیر، مرید، بیٹا اور عورت

کلیدِ جسم و جاں ہے پیر کامل
مرید حق طلب ہے جوہر قابل

فشار قلب و رُوح ناخلف بیٹا
عورت بے مُروت' زہر قاتل

دنیاء رنگ و بو ہو یا فیضان خیر و شر
ہر چیز میں پیام شہہ دوسریٰ کا ہے

دوزخ کی خشمگیں سے نہ زاہد مجھے ڈرا
کیونکہ یہ آستاں بھی تو میرے خدا کا ہے

ملک اللہ کا ہے تیرا نہیں ہے
حکومت اس کی ہی اس میں چلے گی

لگا اس میں تو ڈالی لا الہ کی
زمیں زرخیز ہے، پھولے پھلے گی

○

سبھوں کی نگاہیں ہیں اے چاند تجھ پر
اجڑنے کو میلہ ہے اب بندگی کا

چلو کھولئے پھر سے در میکدہ کے
مزا کرکرا ہو گیا زندگی کا

اصل روزے

روزے تو ہوں گے اصل میں عید الفطر کے بعد
رمضان میں تو تربیت محاذ جنگ ہے

حاصل ہے یہ کہ ہر گھڑی معیت خدا کی ہو
ایسا نہیں تو جانئے عسکر بے ڈھنگ ہے

○

آنکھ ہو بھی تو کب تیرا نظارہ دیکھے
بشر بے معنی تجھے چاہے بھی تو کیا دیکھے

گرچہ بے تاب ہے دنیا کا یہ ذرہ ذرہ
تجھ سا کوئی ہو تو تجھے تجھ سا دیکھے

گیا عارف یوں منشا تک خدا کی
کہ دھرتی کیوں لہو سے رو سیاہ کی

تبھی تو حق نے زاہدوں کی نہ مانی
کہ رحمت کو ضرورت تھی گناہ کی

اے حریصِ اقتدارِ رنگ و بو
اے مریضِ مبتلاءِ کاخ و کو

کاش مل جائے تجھے کوئی اہل دل
تاکہ تو سمجھے عبادت اور وضو

اخلاق کا فقدان

ہر طرف لین دین کی ہوتی ہے مار دھاڑ
نہ مجھ سے تو قریب ہے نہ تجھ سے میں قریب

کہتے ہیں اپنے دیس میں دولت ہے بے شمار
پھر سوچئے کس چیز میں ہم لوگ ہیں غریب

ہلال عید

ایک روزہ ہے ہلال عید تک
دوسرا روزہ خدا کی دید تک

ایک طالب ہے گل و گلزار کا
دوسرا قیدی ہے زلف یار کا

ملاں اور رند

عید ملاں' نان و نفقہ خورد و نوش
عید رنداں' دید دلبر جذب و جوش

رند کیا ہے؟ پیکر صدق و وفا
اور ملاں ' مال دنیا مک مکا

یہ مانا عرب طبعًا پُر فتن تھا پُر خطا تھا
مگر پامردی و غیرت میں گوہر باصفا تھا

عجم شرم و حیا کی سب بساطیں کھو چکا ہے
یہی اک نور تھا جس سے تمدن پر ضیا تھا

ملک پاکستان کے حوالے سے خدا کا
اپنے بندے مسلمان سے سوال

تونے تو کہا تھا کہ تیرا نام کروں گا
تو وطن مجھے دے تو ترا کام کروں گا

اس دعوے کا اب تونے کبھی نام لیا ہے؟
مجھ سے خداوند کا کوئی کام کیا ہے؟

سِرِّ عبادت

جتنا ممکن ہو غذا سے کام لو
بھول کر بھی نہ دوا کا نام لو

جان من سر عبادت ہے یہی
جب کوئی دل ٹوٹے اس کو تھام لو

○

شراروں میں ہے لیکن سرد ہے تو
کراماً کاتبین کی زد میں ہے تو

حشر آنے سے پہلے حشر کردے
دل و جاں سب خدا کی نظر کردے

○

○

تری تقدیر محتاجِ بیاں ہے
کراماً کاتبیں کے درمیاں ہے

جسے کہتے ہو تم دوزخ و جنت
نہیں جس میں یہ، وہ تیرا جہاں ہے

○

عجب بے رنگ ہوں بے ذات ہوں میں
مگر ہاں، خیر و شر کے ساتھ ہوں میں

ولی جو بھی مجھے اپنا بنالے
اسی کا جسم اسی کا ہاتھ ہوں میں

○

یہی ہے اہلِ دل سے بات میری
وہی ہے خاص اپنے رب کا بندہ
ہو جس کی نظر میں اس کا تجسّس
ہو جس کی فکر میں بس اس کا دھندہ

عدو

حسینوں سا مجھے لگتا نہیں وہ
رقیبوں میں کبھی بیٹھا نہیں وہ
مخاطب ہے یوں فطرت کا خداوند
عدو جس کا نہیں ' زندہ نہیں وہ

دلوں کو جو غمِ آہِ سحر دے
وہ شاہ ہے جو شہنشاہ کی خبر دے

نہ کاہل ہو فریبِ کن فکاں سے
مگر گم ہو مکاں و لا مکاں سے

ساجدؔ کی عبادت میں ہے ذوقِ خدا گاہی
نہیں اس کی طریقت میں یہ دینا یا وہ دینا

مسجودؔ کے سجدوں میں ہے شوقِ تمنائی
اس سجدے میں یہ دینا اس سجدے میں وہ دینا

ہیروئن

ایک ہیروئن کر رہی ہے لڑکیوں کو بے شرم
دوسری نے پھوڑ ڈالے نوجوانوں کے کرم

ان ہی کے اسباب سے یہ معاشرہ برباد ہے
یہ نہ ہوں تو ملک اب بھی شاد ہے آباد ہے

راہبرو

نیشنل ایواں ہے سیادت کا حرم
اس کی ہر تحقیر سیاسی موت ہے

اس میں دھکم گالیاں اور اژدھام
راہبرو یہ راہبری کی موت ہے

○

نطفہ حرامی

پرکھ نطفہ حرامی کی یہی ہے
بڑوں کی خامیوں کو جو اچھالے

یہ سرتاپا اذیت ہی اذیت
یہ جب بولے جگر میں چھید ڈالے

نعمت

نفس کا قیدی ہو یا قیدی ہو زن بے پیر کا
خویش و کنبہ کے لئے لعنت ہے ایسا آدمی

جس کا دل ایسی خصومت سے قطعی آزاد ہے
دونوں عالم کے لئے نعمت ہے ایسا آدمی

ہدف

کوئی دور براہیمؑ سے محروم نہیں ہے
جب آزر و نمرود کے موجود ہیں شاہکار

اس حکمت و اسرار سے پرنور ہے فطرت
ہیں ان سے فروزاں یہ زمانے کے چمن زار!

ہے تیرا ہدف منزل معراج کے آگے!
اے کاش میسر ہو تجھے گرمیٔ دیدار!

بھوک

گھر گھر لگی ہوئی ہے حرص و ہوا کی آگ
رشوت کی آگ ہے تو کہیں ہے جفا کی آگ

اتنی بڑھی ہے بھوک کہ بھرتا نہیں ہے پیٹ
بھردی ہے اس ضحاک نے ساری فضا میں آگ

فقر

جہانِ عقل میں ہیں مرغ و ماہی
نبوت کی متاع میں کج کلاہی

فقر کی سلطنت میں ہو ہی ہو ہے
فقرِ کے رنگ و بو میں تُو ہی تُو ہے

نبوت اور فقر

نبوت کے عجب ساز و ساماں ہیں
حیرانی کے ہنر زیر کماں ہیں

مگر دیدار سے محروم ہے یہ
عقل کے کرشمے جو درمیاں ہیں

فقر آزاد ہے ان پیچ و خم سے
یہ قائم ہے غم جاناں کے دم سے

نہ اس کی سلطنت کون و مکاں میں
نہ اس کی رونمائی دو جہاں میں

فقر کی دل لگی دلدار سے ہے
فقر زندہ جمال یار سے ہے

فقر کیا ہے کمال انکساری
سراسر سوز و مستی سراسر بے قراری

خدا امان میں رکھے نظر کو
یہ چھلنی کر دکھاتی ہے جگر کو

فقر کی لغت کے معنی الگ ہیں
یہ ہاتھوں سے لٹا دیتا ہے گھر کو

محبت کی یہ محکم ساکھ کر دے
جلا کر ما سوا کو راکھ کر دے

خدا پر مر مٹے جو وہ فقر ہے
جہاں سے جو گزر جائے نظر ہے

چراغوں کی طرح جو راہ سجا دے
یہی عشاق کا خون جگر ہے

نبوت

نبوت کے سر رشتہ ہائے جہاں میں
نظامت، معاشرت، اصلاح بازی

متاع اس کی نماز و روزہ و حج
عطائے خلد کی سب حیلہ سازی

فقر

نگاہ فقر میں کار جہاں کیا
فشار قبر کیا، بار زیاں کیا

اگر حق سے نہیں خلوت نشینی
تو پھر جلوت کا گلزار جناں کیا!

بال عزازیل

تصوف کی دنیا

تیرا وعدے پہ نہ آنے کا بہانہ دیکھو
میرا پل پل سرِ بازار کراہنا دیکھو

تیر جتنے بھی مارے تھے سبھی ٹھیک لگے
فتنہ سازو میرے قاتل کا نشانہ دیکھو

میرے لاشے کو جلا کر دیا پاؤں سے مسل
میری اس شوخیٔ قِسمت کا ٹھکانہ دیکھو

شورِ محشر سے کہا اس نے کہ اب ٹھہر ذرا
مرے عشاق کا نیزوں پہ بھی آنا دیکھو

اب وہ خود ڈھونڈنے نکلے ہیں پسِ مرگ مجھے
کہتے پھرتے ہیں کہ شفقت کا یارانہ دیکھو

نت لاشے اٹھ رہے ہیں تری اس گلی کے پیچھے
سو سو قیامتیں ہیں تری بے رخی کے پیچھے

راہوں میں تیری روشن کربل کی کہکشائیں
نیزوں پہ چاند خنداں تری اک ہنسی کے پیچھے

اک بار جس نے دیکھا صدقے میں جان دے دی
دنیا لگی ہوئی ہے تری دل لگی کے پیچھے

محشر کے جان و دل پر محشر بپا ہے تیرا
فردوس کٹ مری ہے اس سرگمی کے پیچھے

لاکھوں کی توبہ چھینی' لاکھوں کے ایماں لوٹے
کتنے حسیں ہیں لمحے اس کافری کے پیچھے

شفقت رہ وفا میں کیوں خود کو ڈھونڈتے ہو
ایسا شرک نہ کرنا اس عاشقی کے پیچھے

گیسوئے پریشاں کو چہرے سے اٹھا رکھو
بیتابی سے تنگ آ کر کہیں چوم نہ لوں ان کو

دو طرفہ مقرر ہیں احکام شریعت کے
جذبات محبت کے سینے میں چھپا رکھو

کل حلقہ یاراں میں یہ شور ہوا برپا
دیدار کے وعدے کو کل پہ نہ اٹھا رکھو

محشر کا ذکر کیسا محشر تو ہے سینے میں
باور نہ ہو تو آ کر دل میرا جلا دیکھو

شفقت اسی قاتل تک جاتا ہے یہی رستہ
ہر گام پہ کوئی نہ کوئی عاشق ہے مرا دیکھو

تم با ہنگامہ سر بام بلائے جاتے
مجھ سے بیتاب جو محفل میں بٹھائے جاتے

کس طرح کھلتے دیوانوں پہ تیرے لب کے کنول
جو نہ لالہ کو جگر چاک دکھائے جاتے

ہم سے دیکھی نہ یوں جاتی تیری تصویر کبھی
جو نہ لہرا کے سر دار چڑھائے جاتے

کس طرح آ کے گلے ملتے یوں گلفام میرے
جو نہ شفقت یوں سر راہ کرائے جاتے

○

تری آرزُو میں جاناں میری جاں جہاں سے نکلی
ترے غم میں جوں زُلیخا حرم بتاں سے نکلی

جو بھی آنکھ غم میں تیرے شاہ ناز بھیگتی ہے
قد دو جہاں سے نکلی شور بیکراں سے نکلی

وہ بہار قدسیوں کی کہتے ہیں جس کو جنت "
تجھے جب سے اس نے دیکھا' شہر قدسیاں سے نکلی

ہاں وہ آہ سحر گاہی ہاں وہ رحمت خداوند
تیری جستجو میں شفقت کوئے لامکاں سے نکلی

○

آنکھوں نے تیری دنیا میں اک دھوم مچادی
اور شوخ جوانی نے قیامت کو پناہ دی

جو ہاتھ تسلی کو مرے دل پہ رکھا تھا
اس ہاتھ نے سینے میں مرے آگ لگا دی

جو بات رکھی جاتی تھی تحریر میں اخفا
اس بات نے تحریر کے شعلوں کو ہوا دی

وہ بندہ خدا، رشک جہاں، مردِ قلندر
جس نے غمِ جاناں کو رہِ صدق و وفا دی

شفقت تری آنکھوں میں کوئی چھپتا نہیں ہے
کیا بات ہے جو شوخ نے اب تجھ کو بتادی

نہ یوں سوزِ اندروں تھا مرے ارتقا سے پہلے
نہ بہار پر تھی رحمت مری اس خطا سے پہلے

نہ یہ قاتلانہ نظریں نہ یہ فتنہ ساز آنکھیں
ترے پاس یہ کہاں تھیں غم آشنا سے پہلے

نہ وہ قہقہے نہ باتیں نہ وہ زمزمے نہ راتیں
تو اتنا کب چھپا تھا مری اس نگاہ سے پہلے

مرے ذوقِ آگہی کا شفقت ہے نام جنت
ورنہ کہاں تھیں حوس میری ابتدا سے پہلے

○

دل ربانی قضا نہ بن جائے
یہ سودائی خدا نہ بن جائے

دل میں رکھو یا آئینہ دل میں
بے نشانی پتہ نہ بن جائے

سنگِ کعبہ کو دور رہنے دو
جبہ سائی گناہ نہ بن جائے

پھر چلا ہوں میں میکدہ کی طرف
روسیاہی ضیا نہ بن جائے

اپنے تلووں سے جھاڑ نہ مجھ کو
یہ جدائی گلہ نہ بن جائے

ان سے ملنے کی آرزو شفقت
پھر تباہی کی راہ نہ بن جائے

ساجدی اچھی لگی نہ زاہدی اچھی لگی
بندہ پرور مجھ کو تیری عاشقی اچھی لگی

نہ تو توبہ راس آئی، نہ ہی دیں موافق رہا
مجھ کو میخانے میں جا کر کافری اچھی لگی

ڈھونڈ پایا میں نے تجھ کو اپنی مشتِ خاک میں
زندہ باد اے عشق تیری رہبری اچھی لگی

دل لگا تو اہلِ دل سے ہوگئی الفت مجھے
مر گیا تو پھر مجھے یہ زندگی اچھی لگی

بعد مدت کے وہ شفقت آئے ہیں میری طرف
کہتے ہیں اس رو سیاہ کی عاجزی اچھی لگی

دل بنا تھا جو بندگی کے لئے
کیوں رُلاتا ہے پھر کسی کے لئے

تیرے قدموں میں کہکشاں رکھ دوں
کبھی تو آ میری خوشی کے لئے

اہلِ دل سے کہا خداوند نے
میں بھی تڑپا ہوں آدمی کے لئے

اس سے کرتے ہو عاشقی شفقت
جو لگاتا ہے دل ہنسی کے لئے

مرے واسطے تو قضا بن گیا ہے
مخالف کی تو بد دعا بن گیا ہے

ہے غیروں پر فراواں تیری رحمت
یوں سب کے لئے تو وفا بن گیا ہے

تجھے ڈھونڈتے ہیں یہ عاشق تمارے
تیرا شوق جاں اک بلا بن گیا ہے

تو بہتر تھا سب کے لئے جبکہ رب تھا
تو بدلا ہے جب سے خدا بن گیا ہے

جنت میں ایسی خوبی نہ مستی شراب میں
دونوں جہان ڈوبے ہیں عالیجناب میں

سجدوں کا میرے حرم میں لگتا نہیں ہے دل
اِن فتنہ پروروں نے ہے مارا ثواب میں

لیلیٰ طواف اس لئے کرتی تھی قیس کا
لاکھوں تھے معجزات اس خانہ خراب میں

شفقت کو میکدہ میں شہادت ہوئی نصیب
ساقی میں اس کو ڈھونڈو یا دیکھو شراب میں

لکھا گیا ہے یہ محفل میں فیصلہ دل کا
وہ میکدہ میں جو آئے تو پھر خدا نہ لگے

وہی ہے دونوں جہانوں میں پیار کے قابل
جو بے وفائی کا پیکر ہو بے وفا نہ لگے

جفا و جور میں دیکھو کرامتیں اس کی
وہ میرا ہو کے بھی مجھ کو نا آشنا سا لگے

فنا کے بھید سے اس نے آگاہ کیا ہے مجھے
میرے وصال کا دنیا کو کچھ پتہ نہ لگے

مشتاق

یہاں دنیا سے بیگانہ وہاں عقبیٰ سے ناواقف
کہاں آباد ہے یا رب تیرے بیمار کی دنیا

کہا حق نے میرا مشتاق میرے دل میں رہتا ہے
جہاں والوں سے پوشیدہ ہے میرے پیار کی دنیا

حرفِ آخر

حال پر اولادِ آدمؑ کا

اپنے خدا سے رویہ

تجھے چاہا جہاں کے مردوںؓ نے
مدینہ کربلا کے سروروںؑ نے

بجز ان کے نہ تجھ کو چاہے کوئی
رخِ زیبا نہ تیرا مانگے کوئی

لبوں پر نام تیرا چل رہا ہے
دلوں میں اور کوئی پل رہا ہے

ترے ہاتھوں میں گر ڈنڈا نہ ہوتا
عبادت کا کوئی دھندہ نہ ہوتا

ہے قصرِ دل پہ عورت لہلہاتی
اسی آکاش پہ ہے جگمگاتی

یہی لالہ ہے اب حرمِ چمن کی
یہی شمع ہے دورِ انجمن کی

یہ کہہ دے تو زمانے لوٹ آئیں
سکندر کے خزانے لوٹ آئیں

ہے اس کے بعد پھر جنت کی باری!
فسانِ نفس کی جادو کناری

نگاہیں اس پہ زاہدوں کی گڑی ہیں
کمندیں جن کی حوروں پر پڑی ہیں

دلوں میں خوف کے چھالے پڑے ہیں
محبت سے تری کوسوں پرے ہیں

عبادت میں یہی ہے رونا دھونا
کہ مل جائے کہیں جنت کا کونا

ذکر تیرا نہ تیری ذات کا ہے
فکر حوروں کی بس اک جھات کا ہے

جدھر چاہتا ہے جا اپنی جگہ کر
ہمیں اک مرلہ جنت کا عطا کر
بجز بخشش ہماری آس کیا ہے
بجز جنت تمہارے پاس کیا ہے

رحمتوں اور گناہوں کے موازنہ

میں خدا کا جواب

تیری رحمت کو ہے مری جستجو !
میرے عصیاں سے ہے اس کی آبرو

اس لئے رکھا ہے دھندا پاپ کا
کام چل جائے حشر میں آپ کا

دعوے ترے رام کے' رحمٰن کے
پاپ نہ ہوں تو ہیں یہ کس کام کے

میرے عصیاں کی تجھے رنجش ہے کیا ؟
تیرا مایہ رحمت و لُطفش ہے کیا ؟

سر بلند جھنڈے ہیں جتنے آپ کے
زمرے ان میں ہیں میرے پاپ کے

جو خطائیں نہ کرے انسان کیا
جو عطائیں نہ کرے رحمٰن کیا

کیا فرشتوں میں گناہ کا زور ہے
اب بتا کوئی میرے جیسا اور ہے

نہ ذکر ان میں تمہاری ذات کا
نہ نظارے کا نہ تیری جہات کا

وہ ندامت سے کبھی جھکتے نہیں
تیری رحمت کی ہوس رکھتے نہیں !

تیری وصلت کے بنا وصلت ہے کیا
یہ نہ حاصل ہو پھر جنت ہے کیا

جو نظر ناواقفِ اسرار ہے
پیار کی دنیا میں وہ بیکار ہے

حرف بازی کی تلاوت کچھ نہیں
عشق نہ ہو تو عبادت کچھ نہیں

رحمتوں میں تیری جتنا شور ہے
میرے عصیاں میں بھی اتنا زور ہے

جس کے بل بوتے پہ تو یزدان ہے
لگتا ہے اس میں ذرا سی جان ہے

اس پہ حق نے تلملا کر یوں کہا
بے ادب او کم ظرف او روسیاہ

اس لئے تجھ کو کیا ہے آشنا
گھورتا پھرتا ہے مجھ کو جا بجا

کارِ دُنیا پر میرے احسان دیکھ
پیار کے دریاؤں کا طوفان دیکھ

رحمتوں کا میری تو وجدان دیکھ
اِن میں ڈوبا کس قدر انسان دیکھ

کل تو پائے گا بدل افکار کا
دیکھے گا جلوہ تو اپنے یار کا

○

عشق کے حوالے سے خداوند عالمین
کا اپنے بارے میں اظہار خیال

یہ چاہت ہے میرے بھی دلدار ہوتے
مرے غم میں گھٹ گھٹ کے بیمار ہوتے

کوئی ان میں راتوں کو اٹھ اٹھ کے روتا
نہ آتے تو شدت سے تکرار ہوتے

کبھی ریگزاروں پہ گل لہلہاتے
کبھی زمزمے نوک تلوار ہوتے

بچھا دیتے آنکھوں کو راہوں میں میری
گرم دید کے یوں بھی بازار ہوتے

سناتے جو شفقت شب غم کے قصے
یہ لمحے بہت ہی مزے دار ہوتے

وہ مصری جو میرے طلبگار ہوتے
تو یوسفؑ سے ہرگز نہ دوچار ہوتے

ہوئی جب مری آشنا وہ زلیخاؓ،
بنی دونوں عالم کی شاہ وہ زلیخاؓ

میرے عشق نے ایسی شوکت عطا کی
بنی یوسفیؑ سے وہ بندی خدا کی

یا یوسفؑ تھا آگے اور پیچھے زلیخا
یا یوسفؑ ہے پیچھے اور آگے زلیخا

خواب اور حقیقت

اس فتنے کا اظہار ملائک نے کیا تھا
اور شاہ عزازیلاں نے انکار کیا تھا

مٹی کا یہ خاصہ ہے دغا بازی کرے گا
یہ تیرے مقابل میں' خدا سازی کرے گا

ایک مرد خدا آشنا کا محفل فقہا

میں اپنے خواب کا اظہار اور انکا وجد آفریں اقرار

اک مرد جہاں تاب و جہانگیر و جہاندار
تھا عشق خداوندی میں سرتاپا سزاوار

دل سوزشِ الفت میں تھا اس آر نہ اس پار
نظروں میں دو عالم تھے نہ جنت کے چمن زار

دیکھا کہ کسی جا پہ فقیہانِ شریعت
بیٹھے تھے کہ کھل جائے عقائد کی حقیقت

کہاں کس کے عقیدے میں قباحت ہے زکا ہے
کیا کس کی یہاں ریت ہے معیت ہے وفا ہے

چیتے کی مثل بیٹھ کے بل کھا کے وہ لپکا
شکرے کی طرح محفل فقہا پہ وہ جھپٹا

فقہا جو پس نظر کریں میرے جرم کو
اک خواب سناتا ہوں میں پیران حرم کو

دیکھا ہے کیا میں نے عجب سازوساماں ہے
اس جیسا نہیں وہ تو کوئی اور جہاں ہے

اک طرف عیاں دیکھا گیا لشکر جرار
صورت میں قیادت میں نہ اس آر نہ اس پار

بڑھ کر جا قدم میں نے لئے شاہ جہاں کے
پھر نام و پتہ پوچھا کہ ہیں آپ کہاں کے

آواز یہ آئی کہ یہ حیدرؓ کا پسر ہے
جنت کا یہ سردار ہے زہرہؓ کا جگر ہے

یہ سنتے ہی میں رونے لگا خون کے آنسو
اتنے میں عیاں اور ہوئی فوج دگر گوں

اس فوج کا سردار بھی کیا خوب جواں تھا !
چہرہ تھا کہ سورج تھا نگاہ تھی کہ جہاں تھا

دوڑا میں قدم بوسی کو آواز یہ آئی
کس شان کا رہبر ہے یہ کیا آن ہے پانی

اللہ کے ببر شیروں کا سلطان علیؓ ہے
حسنینؓ کا والد ہے یہ اللہ کا ولی ہے

اتنے میں جہاں اور کھلا دید کے آگے
یہ کون و مکاں سمٹے تھے اس عید کے آگے

آنکھوں میں نہ شوخی تھی نہ چہرے پہ رعنائی
نہ شاں نہ جلالت نہ حکومت نہ دارائی

چند لوگ میسر تھے اسے راہ خدا میں
کامل تھے امامت میں ہمہ صدق و وفا میں

پیدل یہ چلے آتے تھے لوگوں کو منانے
اللہ کی اس اجڑی ہوئی بستی کو بسانے

پوچھا کہ شہہ والا کیا نام ہے تیرا
فرمایا محمدؐ ہوں یہی نام ہے میرا

بعد ان کے نقیبوں نے بڑی دھوم مچائی
کیا شان تھی اس کی جو سواری تھی یہ آئی

دنیا تھی معیت میں جہانگیر تھا گویا
یہ کون و مکاں پیر میں تسخیر تھا گویا

پوچھا یہ نقیبوں سے کہ یہ کون ہے بھائی
یہ پیر جیلانیؒ ہے یہ اللہ کا سپاہی

مخلوق بچی جاتی تھی اس پیر کے آگے
تھا شور مرادوں کا جہانگیر کے آگے

بعد ان کے جہاں صاف ہوا آہ و فغاں سے
گویا کہ زمانہ تھا گیا کون و مکاں سے

سوچا کہ چلو کوچ کریں کھیل ختم ہے
دنیا ہی یہاں تک ہے کہ اب بات اتم ہے

اتنے میں عجب کھیل نگاہوں نے یہ دیکھا
اک گھوڑے پہ مدقوق سا انسان تھا بیٹھا

چہرے پہ اداسی تھی تھکاوٹ سی اٹی تھی
گویا کہ جو چاہا تھا نہ وہ بات بنی تھی

دیکھا جو اسے میں نے قدم پیچھے ہٹایا
بے وطن مسافر ہے یہ اف میرے خدایا

اتنے میں کہا اس نے یہاں کب سے کھڑا ہے
ہے مجھ میں کیا دیکھا کہ تو اتنا ڈرا ہے

پوچھو گے نہیں مجھ سے کیا نام ہے میرا
ہاں مجھ سے نکارے سے کیا کام ہے تیرا

اس پر یہ کہا میں نے کہو آپ کیا ہیں
ناشاد محبت ہیں یا بیداد وفا ہیں

بولا کہ فقط اتنا تعارف ہے ہمارا
اس عالم خوش رنگ میں اللہ ہوں تمہارا

اس طرح متعارف ہے کیا میری وفا کو
رحمت کو مروت کو قرابت کو حیا کو

بہتوں نے اچھالا ہے مجھے کہہ کے غضبناک
قہاری و جباری و سفاک و ستم ناک

اس فتنے کا اظہار ملائک نے کیا تھا
اور شاہ عزازیلاں نے انکار کیا تھا

مٹی کا یہ خاصہ ہے دغا بازی کرے گا
یہ تیرے مقابل میں خدا سازی کرے گا

حکمت ہے کیا اس میں کہ تو بھول گیا ہے
کمتر کے تخیل میں ہمیں بھول گیا ہے

آذر کے یہاں فن کو مٹایا تھا جنہوں نے
اب ان کے بتوں کو یاں تراشا ہے انہوں نے

یاں میرے لئے سیس کٹایا تھا جنہوں نے
اب ان کو خدا اپنا بنایا ہے انہوں نے

اب ان کے حوالوں سے یہاں لگتے ہیں میلے
ہم پہلے بھی تنہا تھے رہے اب بھی اکیلے

چاہت پہ میری بہتوں کی کم کوس نگاہ ہے
جنت پہ مرا ہے تو کوئی زن پہ فدا ہے

بندوں کو میرے دور ہٹایا ہے انہوں نے
اس طرح صلہ میرا چکایا ہے انہوں نے

ان باتوں نے کانوں میں ہے پگھلا دیا سیسہ
میں نے بھی تھا دل اپنے میں اک بت کو تراشا

جب آنکھ کھلی میری تو بے رنگ جہاں تھا
اللہ کے سوا کون و مکاں ایک دھواں تھا

جتنے بھی صنم دل میں تھے آذر نے بنائے
وہ ربِ براہیمؑ نے آتش میں جلائے

ان سب نے جو اس صاحبِ اسرار کو دیکھا
چہرے پہ دمکتے ہوئے انوار کو دیکھا

اللہ کے ببر شیر کی یلغار کو دیکھا
سو پردوں میں بے پردہ رخِ یار کو دیکھا

اک آن میں اخلاص نے آ گھیرا حرم کو
دیوانہ بنا ڈالا اسیرانِ ارم کو

یا سینوں میں اصنام کا ہنگام بپا تھا
یا عشقِ خداوندی میں کہرام مچا تھا

سب کہنے لگے اب تو ہمارا یہ ایماں ہے
تو ظاہر میں قاری ہے حقیقت میں قرآں ہے

سو باتوں کی اک بات بیانوں کا بیاں ہے
اللہ کی محبت ہی اصلِ سرِ جہاں ہے

حضرت ابو بکر شبلیؒ اور خلعتِ لعنتِ عزازیل

گر گناہوں کا نہ مجھ میں شوق ہو
رحمتِ حق بخدا بے ذوق ہو
ایک دن شبلیؒ نے رو کر یہ کیا
کیسی نعمت میرا دشمن لے گیا

جو خدا نے ڈالا اپنے ہاتھ سے
کاش وہ گردن میں میری طوق ہو
اہلِ ظاہر نے سنا ہے بات کو
اہلِ دل نے دیکھا اس کے ہاتھ کو
حق سے چاہتا ہوں یہ الفت کا صلہ
ایک کنڈل اس کا ہو مجھ کو عطا
میرا پیارے پیار میں نام آ گیا
میرا دشمن یارؐ کے کام آ گیا

باب حضرت ابو بکر شبلیؒ

تذکرۃ الاولیاؒ۔ حضرت فریدالدینؒ عطار

ضرورت

ماں

لکھاں ساک نیں ایس جہان اندر
کوئی ساک نئیں ماں دے ساک جیہا !

پُتر لکھ اوتار یا ولی ہووے
نئیں ماں دے پیراں دی خاک جیہا

(نامعلوم)

باپ

رتبے وڈھ توں وڈھ جہان اندر
کوئی رتبہ نئیں سوہنیا باپ جیہا

حکم ماں نوں جھکن دا جس اگے
ردی جاوے جے سمجھے آپ جیہا

(شفقت فاضلی)

خدا

مِٹھا کوئی نہیں رب رحیم ورگا
ماں باپ کیہہ؟ جان نثار اس توں
کمل پوش جیہے عاشقاں صادقاں نے
گھر بار کُنبے دتے وار اس توں

بال عزازیل

فلسفۂ وحدت الشہود

عین شین تے قاف دی کانگ اٹھی 'کنت کنزاً' دے معنوی باب کھلے
عزازیل ' جبریلؑ ' وکیل ' مرسل ' لکھاں ازل دے راز حساب کھلے

جلوہ احمدیؐ اٹھیا مار بلا' چہرہ دیکھ مہتاب شہاب کھلے
خالق ویندیاں آپ بے وس ہویا' سماوات' حشرات' سحاب کھلے

لیلیٰ لیل دی وچ صمیم اکھاں' اودر معنوی مٹ شراب کھلے
مٹھی ایدروں ہیر سیال جٹی' سوہنی واسطے پٹ چناب کھلے

لیبھے کوکدی نین قتال سسی' مارو تھل سیماب بے آب کھلے
اودر اکھیاں بنیاں تیر بھالے' ایدر دل با مثل گلاب کھلے

ایدر عاشقاں مل لئی آن سولی' اودر لکھ معراج حجاب کھلے

لٹھے دین دے میروزیر سارے 'کعبے 'مسجداں' باب محراب کھلے

سخن وراں نے سانجیاں آن قلماں 'سوہنے قافیے شعر آداب کھلے

شفقت جدوں محبوب دی گل چلی 'سینے سوختہ' جگر کباب کھلے

تقریظ

بنام ڈاکٹر منظور شفقت فاضلی بحوالہ پنجابی رسالہ ''شاہنامہ منصورؒ'' از قلم درویش کامل ملک الشعراء حضرت دائم اقبال دائم واسو منڈی بہاؤالدین

روشن ہویا فلک ادب دے واہ مہتاب شفقت
پی پی کوکن پی پی عاشق مست شراب شفقت

باغ سخن اندر مہکے پیا گلاب شفقت
کھل گیا اے دردمنداں دی خاطر باب شفقت

شاہ منصورؒ دا ایہہ قصہ وچ زبان پنجابی
سچے موتی شعر بنائے خوب جناب شفقت

اس دریا سسی دے نالوں اے دریا وڈیرا
ہوشاں دے بچے بیڑے ڈبدے وچ گرداب شفقت

سخنوراں تے عشاقاں وچ راز حقیقت کھولے
قلبی ، سری ، عرفانی ، اصطرلاب شفقت

او دور رحیم یار خان تے میں واسو وچ وسدا
پر میں چہرہ دیکھ لیا اے چک نقاب شفقت

عجب ہوئی تاریخ طبع دا فکر جدوں دل آیا
ہاتف آکھیا لکھ دے دائمؔ عجب کتاب شفقت

تاریخ مشتہر رسالہ مذکور ۲۴ مارچ ۱۹۶۱ء

نبوّت

نبوّت کے سررشتہ ہائے جہاں میں
نظامت، معاشرت، اِصلاح بازی
متاعِ اِس کی نماز و روزہ و حج
عطا، خُلد کی سب حیلہ سازی

فقر

نگاہِ فقر میں کارِ جہاں کیا
فشارِ قبر کیا بارِ زیاں کیا
اگر حق سے نہیں خلوت نشینی
تو پھر جلوت کا گُلزارِ جناں کیا

رعنائی

کہیں سے ڈھونڈ لا ابلیس زاہد
ہو ذوقِ ذکر کو حاصل رعنائی

تربیّت

کیے عِصیّاں نے دو عالم مزیّن
ملی جنّت سے تربیّت گناہ کی

عدُو

حسینوں سا مجھے لگتا نہیں وُہ
رقیبوں میں کبھی بیٹھا نہیں وُہ
مخاطب ہے یُوں فِطرت کا خداوند
عدُو جس کا نہیں زِندہ نہیں وُہ